

Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: www.1001Fun.com

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com

www.PakStudy.com

www.UrduArticles.com

www.UrduCL.com

www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔
 ﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

www.1001Fun.com

by : theproactivesproduction .

scanned by: mohib

وہ اک ایسا شجر ہو

از

فرحت اشتیاق

پالا پڑا ہے۔ یا اللہ مدد فرما۔ وہ خاموشی سے اپنی چوٹیں سہلاتی ہوئی آنسو بہا رہی تھی۔ کب وہ واپس آتا دکھائی دیا

آیلہ نے اسے دور سیاہی طرف آتے دیکھا تو نئے سرے سے سہم گئی اس کی خوفناک قسم کی دھمکی اے بری طرح خوف زدہ کر گئی تھی۔

تمہاری وجہ سے میری اتنے دنوں کی محنت برباد ہو گئی تم اسٹوڈنٹ لڑکی۔ میرا دل چاہ رہا ہے تمہارا گلا دبا دوں۔ تمہیں اتنی بے تکلی قسم کی چیخ مارنے کی ضرورت کیا تھی۔ اگر اتنی ہی ڈرپوک ہو تو یہاں اس جنگل میں کیا کر رہی ہو۔ جا کر اپنے گھر بیٹھو آرام سے وہ اس کے ارپر کھڑا اسے گھورتا ہوا بول رہا تھا نا دزایا تھا جیسے اسے کچا جانا چاہتا ہو۔

تین دن سے اس کی تاک میں تھا آج کہیں جا کر یہ سنہری موقع ہا تھا آیا تھا مگر تم پتہ نہیں کہاں سے نازل ہو گئیں۔ نہ یوں فضول طریقے سے چیختے نہ وہ چونکتا۔ صرف تمہاری وجہ سے میرا نشانہ چوک گیا اور گولی اس کی ٹناگ پر لگ گئی وہ بری طرح اس پر برس رہا تھا وروہ سر جھکائے اشک بہانے میں مصروف تھی۔

پتا نہیں وہ جھاڑیوں میں کہاں چھپ گیا ہے۔ زخمی شیر کو تو یوں چھوڑا بھی نہیں جاسکتا، اور اب تو میرے بجائے وہ میری تاک میں ہوگا۔ آخر اسے اپنے زخمی کینے جانے کا انتقام بھی تو لینا ہے۔ وہ خودکلامی کرنے میں مصروف تھا۔ کچھ سوچتا ہوا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا اور وہ رونا دھونا بھول کر بس زخمی شیر پر بری طرح دہل گئی تھی۔ اس کی خوف سے پھٹی آنکھوں پر

ناول کا آغاز

سنائے کوچیرتی ایک فائر کی آواز گونجی تھی اور ساتھ ہی کسی جانور کی خوفناک سی چنگھاڑ بھی سنائی دی تھی۔ وہ جو پہلے ہی حواس باختہ سی ڈری سہمی نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی اس اچانک افتاد پر بے اختیار بوکھلا کر ایک طویل و عریض چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی۔ پھر اس چیخ کا گلابڑی ہی بے دردی سے کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر گھونٹ دیا اور ساتھ ہی انگریزی میں نہایت سفاک لہجے میں اس سے کہا گیا۔

خبردار کوئی حرکت کی یا آواز نکالی، جان سے مار دوں گا۔ اور وہ پچاری تو پہلے ہی اتنی سہمی ہوئی تھی مزید کسر اس کے سفاک لہجے نے نکال دی اس سے تو خوف کے مارے گردن موڑ کر یہ تک نہ دیکھا گیا کہ اسے دھمکانے والا جلا داد آخر ہے کون۔ وہ بدستور اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اسے گھسٹتا دو چار قدم پیچھے ہٹا اور پھر اسے کچھ دور لاکر زمین پر پٹختا ہوا بولا۔

بغیر کوئی آواز نکالے یہاں بیٹھی رہو۔ پہلے ہی میرا سارا پلان چوہٹ کر دیا ہے اگر زرا سی بھی آواز نکالی تو چھوڑوں گا نہیں۔ آیلہ بے چاری تو اتنی سخت اور کھردری زمین پر اپنے پٹنے جانے پر بازوؤں سے نکلتا خون ہی دیکھتی رہی اور وہ دوبارہ آگے بڑھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔

یا اللہ یہ کس جرم کی سزا ہے۔ اتنے ویران کو فناک جنگل میں اتنے ہی خوفناک آدمی سے

پلیز آپ میری مدد کریں۔ آپ کو انسانیت کا واسطہ۔ دیکھیں میں جان بوجھ کر نہیں چیختی تھی۔ آپ مجھے معاف کر دیں میں یہاں اس خوفناک جنگل میں خوف اور دہشت سے ہی مر جاؤں گی۔ اس کے سامنے وہ ہاتھ جوڑے کھڑی تھیا آنکھوں میں التجا لیئے۔ وہ دو چار منٹ اسے گھورتا رہا پھر آگے بڑھتا ہوا بولا۔

آؤ۔ تو وہ جواتنی دیر سے امید و بیم کی کیفیت کا شکار تھی ایک دم ہی پرسکون ہو کر اس کے پیچھے چل پڑی۔ جبکہ وہ اس بات سے قطعاً بے نیاز نظر آ رہا تھا کہ وہ اس کے پیچھے آ بھی رہی ہے یا نہیں۔ آئیلہ تقریباً دوڑ رہی تھی جب بھی اس سے کافی پیچھے تھی۔ بھاگتے بھاگتے اس کی ٹانگیں بری طرح شل ہو گئی تھیں۔ سانس پھول گیا تھا۔ لیکن وہ مسلسل بھاگ رہی تھی یوں جیسے اسے کوف تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نہ چلا جائے۔ اسے شاید اس طرح دوڑتے بھاگتے آدھا گھٹھ ہو گیا تھا جب وہ ایک جیپ کے پاس جا کر رکا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے برابر والی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ آئیلہ کے بیٹھتے ہی اس نے جیپ اسپید میں دوڑانی شروع کر دی۔ اسے شاید ہر کام تیز رفتار کرنا پسند تھا۔ تیز چلنا، تیز گاڑی چلانا، اور تیز آواز میں بول کر سامنے والے کو دہلانا۔

اس کی طرف تو اس نے سرسری نظر سے بھی نہ دیکھا تھا جبکہ وہ چوری چوری کتنی مرتبہ اس کی طرف دیکھ چکی تھی۔ بلیک جینز، بلیک ہی جیکٹ، لاٹک شوز، کندھے سے لٹکتی ہوئی رائفل، جیکٹ کی جیب میں ٹھونسا ہوا ریوا لور اور جینز میں اڑسا ہوا خنجر۔ وہ شای کوئی پروفیشنل شکاری تھا

اس کی نظر پڑی تو بڑے طنز یہ مسکراہٹ چہرے پر سجتا ہوا بولا۔
تم بھی اپنی خیر مناد۔ ہو سکتا ہے میرے بجائے تم ہی اس کے ہتھے چڑھ جاؤ۔ بڑا عیار اور چالاک ہے تین دن سے مجھے نچا کر رکھا ہوا ہے۔ کچھ تمہیں بھی سزا ملیے یوں بے موقع چیخنے کی۔ پھر اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر وہ آگے بڑھ گیا۔

یہ شاید واپس جا رہا ہے۔ اوہ مجھے تو اسی سے ہیلپ مانگنی چاہیے۔ جیسا بھی سہی آخر ہے تو ایک انسان ہی چاہے جلا دینا ہی سہی۔ کم از کم اس زخمی شیر سے تو یہی بہتر ہے۔ اگر یہ بھی چلا گیا تو میرا کیا بنے گا۔ اس سوچ کا ذہن میں آنا تھا کہ وہ جواتنی دیر سے مستقل زمین پر ایک ہی اینگل میں بیٹھی تھی بے اختیار اس کے پیچھے بھاگی۔ چیخ کر اسے آواز قصد انہیں دی کہ وہ پہلے ہی اس کے چیخنے پر چڑا ہوا تھا۔ وہ بڑی ست روی سے چل رہا تھا اس لیے آئیلہ نے دو چار سیکنڈ میں ہی اسے جالیا۔ اور پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ اس سے مخاطب ہوئی۔

دیکھیں میں یہاں راستہ بھٹک کر آ گئی ہوں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ میری مدد فرام دیں پلیز۔ وہ جو اس کے بھاگ کر اپنے پیچھے آنے پر حیران تھا اس کی بات پر بڑی بے نیازی سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

اول تو مجھے خدمت خلق کا کچھ زیادہ شوق نہیں۔ دوئم یہ کہ اگر ہوتا بھی تو تمہاری تو میں ہرگز مدد نہ کرتا لہذا میری طرف سے معذرت۔ اس پر ایک سخت، غصے سے بھپور نگاہ ڈال کر وہ جیسے ہی آگے بڑھا آئیلہ اس کے سامنے آ گئی اور ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

ڈبیا رکھی ہوئی تھی۔ بیڈ کے سامنے یعنی خیمے کے دوسری دیوار پر قالین پر دو عدد فلورکشن رکھے تھے۔ ایک عدد ڈسٹ بن بھی تھا اور پھر سب سے آخر میں میز پر ایک چولہا رکھا تھا۔ اسی میز پر دو چار برتن اور کچھ کھانے پینے کا سامان بھی نظر آ رہا تھا۔

یا الہی یہ کوئی نواب صاحب ہیں یا شکاری۔ اتنے شاہانہ انداز میں تو آج تک کسی کو شکار کرتے نہیں دیکھا۔ یہ تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ حضرت مستقل یہیں قیام فرماتے ہیں۔

وہ اس کی آمد کا کوئی نوٹس لینے بغیر اپنے لیے چائے بنانے میں مصروف تھا۔ چائے بن گئی تو بڑے آرام سے کپ ہاتھ میں لیے آرام سے ٹاگیں پھیلا کر فلورکشن پر بیٹھ گیا اور سپ لینے لگا۔ اپنی اتنی انسٹ پر اسے سخت غصہ آ رہا تھا مگر کوئی اور جائے پناہ بھی نہیں تھی۔ اس لیے مجبوراً خود کو گھسیٹتی وہیں قالین پر سمٹا کر بیٹھ گئی۔ وہ بڑی مشکلوں سے خود اپنے آپ کو سمجھا بھاری تھی اور اپنی انا کو اور اونچی ناک کو تھپک تھپک کر سلا رہی تھی۔

زرا سوچو اگر اس وقت مجھے یہ نہ ملتا تو میرا کیا حشر ہوتا۔ وہ زخمی شیر کب کا مجھے چیز پھاڑ چکا ہوتا۔ ان حالات میں اس کا ملنا بھی بہت نعمت ہے۔ وہ اپنے آپ کو سمجھا رہی تھی۔ جبکہ وہ بڑی خاموشی سے اسے خود سے جنگ کرتے دیکھ رہا تھا۔ پھر جب وہ چائے پی چکا تو وہیں قالین پر ہی فلورکشن پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ آیلہ نے دو چار بار سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اس کی بند آنکھوں سے پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے۔ کتنی ہی دیر گزر گئی۔ جس وقت وہ اس کے ساتھ آئی تھی شام کے چار بج رہے تھے جبکہ اب ساڑھے چھ ہو رہے تھے۔ صبح

اس لیے اکی جیپ چلانے کا انداز اور چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اس جگہ اور یہاں کے حالات سے مکمل آگاہی رکھتا ہے۔ آیلہ کے دل کو کچھ اطمینان ہوا۔

شکر ہے میں درست بندے کے پاس خود بخود پہنچ گئی۔ ورنہ اگر یہ بھی میری طرح کوئی انجان آدمی ہوتا تو میں تو گئی تھی کام سے۔ وہ اس کا مکمل جائزہ لینے کے بعد سوچ رہی تھی۔ اس وقت جیپ ایک جھٹکے سے رکی۔ اس سے کچھ بھی کہے بغیر وہ ایک جھٹکے سے اتر گیا اور سامنے موجود نیچے کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔ وہ اس کی بدتمیزی پر کھول کر رہ گئی۔

اتنا بے ہودہ اور بدتمیزیب انسان ہے۔ اگر مدد کر ہی دی تھی تو کچھ انسانیت کا ثبوت بھی تو دے وہ نہیں جیپ میں بیٹھی جل رہی تھی۔ جب یونہی بیٹھے بیٹھے دس پندرہ منٹ گزر گئے اور وہ دوبارہ باہر نہ نکلا تو مجبوراً وہ جیپ سے اتری اور بن بلائے مہمان کی طرح اس کے خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گئی۔ اپنی اس بے شرمی پر اسے خود سخت تاؤ آ رہا تھا مگر حالات کا تقاضا یہی تھا کہ گیسے کو باپ بنالیا جائے۔ اس لیے چہرے کے تاثرات بھی دوستانہ ہی رکھے۔ اس کا خیمہ کیا تھا پورا ایک لگژری قسم کا بیڈ روم تھا۔ کم از کم اس نے اب تک کی زندگی میں جتین خیمے دیکھے تھے ان سب سے مختلف تھا۔ پورا خیمہ وال تو وال کا پیچھا تھا۔ میرون کمر کا دبیز اور آرام دہ قالین جس پر سبز اور سنہری پرنٹ تھا۔ سنگل فولڈنگ بیڈ جس پر ہلکے نیلے رنگ کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ سائیڈ میں طے کیا ہوا مور کا بلیٹ جس پر ٹائیگر پرنٹ بنا ہوا تھا۔ بیڈ کے پاس ہی فولڈنگ چنیر رکھی تھی۔ زرا آگے ایک میز رکھی تھی۔ جس پر ٹائم پیس ٹیپ ریکارڈر، دو چار کتابیں اور سگریٹ کی

۔ بھوکے پیٹ کو کھانے کی خوشبو نے پاگل کر دیا اور وہ ندیوں کی طرح اس کی طرف دیکھتی رہی۔

وہ تو یوں لگ رہا تھا اس وقت یہاں بالکل اکیلا ہے۔ اسے اس کے وجود سے کوئی سروکار نہ تھا۔ شاید اپنے خیال میں وہ اسے اپنے ساتھ کا کر کافی سے زیادہ احسان کر چکا تھا لہذا مزید کسی مروت اور مہمان داری کی ضرورت نہ تھی۔ اس لیے اس کی طرف ایک دوستانہ سی مسکراہٹ بھی اس نے نہیں پھینکی۔ اور اپنے کام میں مصروف رہا۔ مچھلی فرائیہ ہو گئی تو اس نے ڈبل روٹی کے ایک سلائس پر مچھلی اور دوسرے پر چیز سلائس رکھ کر تین سینڈوچز تیار کیئے۔ انہیں بڑے پائیر سے پلیٹ میں رکھا اور اپنے لیے کپ میں کافی گھولنے لگا۔ کافی بھی تیار ہو گئی تو وہ دونوں چیزیں ہاتھ میں اٹھائے وہیں اس کے پاس فلور کشن پر آ بیٹھا اور بولا۔

تم کھاؤ گی۔ اس کا تو یہ حال تھا کہ اس سے چھین کر کھا جاتی، خالی پیٹ ساری انا ونا بھی بھول گئی تھی۔ اج اس نے جانا تھا کہ بھوک کتنی بری بلا ہے۔ شاید اسی لیے پیٹ کی خاطر انسان کوئی بھی کام کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ بمشکل اپنے چکراتے اور لڑکھڑاتے وجود کو سنبھال کر آگے بڑھی اور اس کی آفر کے جواب میں بغیر کسی تکلف کے ایک سینڈوچ اٹھالیا اور جلدی سے یوں کھانا شروع کر دیا جیسے اس کے چھن جانے کا خطرہ ہو۔ وہ اپنا کھانا بھول کر بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جوا تھو پیا کے قحط زدگان میں سے کوئی لگ رہی تھی۔ دو تین نوالوں میں اس نے سینڈوچ ختم کر لیا مگر ایک سینڈوچ سے تو ابھی آدھا پیٹ بھی نہیں بھرا تھا۔ اس نے

سے وہ جتنے پریشان کن حالات کا سامنا کر رہی تھی اب تھک کر نڈھال سی ہو گئی تھی اور کچھ کچھ غنودگی بھی طاری ہو رہی تھی۔ وہ نیند کو بھگانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ مگر اس خیمے کا پرسکون اور آرام دہ ماحول اس کو ان کوششوں میں کامیاب نہیں ہونے دے رہا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ ایک کپ چائے کا بنا کر پی لے نیند بھاگ جائے گی۔ مگر ایسا کرنا اس کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ اس لیے خود پر ضبط کرتی بیٹھی رہی۔ پھر پتہ نہیں کب وہ بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی۔ گھٹنوں میں منہ دیئے وہ گہری نیند سو رہی تھی جب کسی چیز کے گرنے کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ ایک دم ہڑا کر سر اوپر اٹھایا اور نیند سے بوجھل آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ چوہے کے پاس کھڑا نظر آیا۔ شاہد اس کے ہاتھ سے کوئی برتن گرا تھا۔ آیلہ نے گھڑی کی طرف دیکھا تو وہ نو بج رہی تھی۔

وہ جب سے آئی تھی اسی زاویے سے بیٹھی تھی ٹانگیں بری طرح اکڑ گئی تھیں۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے برف ہو رہے تھے۔ اچانک اسے محسوس ہوا کہ اسے شدید قسم کا چکر آ رہا ہے۔ وہ جو ٹانگیں سیدھی کرنا چاہ رہی تھی شدید قسم کی کمزوری کے باعث ایسا بھی نہ کر سکی۔ اسے خیا آیا کہ اس نے آج دن بھر ایک قطرہ پانی نہیں پیا۔ اور یہ کہ اگر ابھی کچھ دیر اور اس نے کچھ کھایا پیا نہیں تو وہ کمزوری سے بے ہوش ہو جائے گی۔ اتنی سخت بھاگ دوڑ اس نے اپنی تمام زندگی میں کب کی تھی وہ بھی بھوکے پیاسے لہذا اس کا نڈھال ہو جانا ایک فطری عمل تھا۔ وہ اوپنر سے ٹن ڈبہ کھول رہا تھا۔ پھر اس میں سے شاید اس نے خشک مچھلی کے ٹکڑے نکالے اور فرانی کرنے لگا

وہ سوچتی رہی جبکہ وہ کافی پیتا ہوا اس سے دوبارہ لائق ہو چکا تھا۔ اس نے تو اس سے یہ تک نہ پوچھا تھا کہ وہ کون ہے اور اتنے خوفناک جنگل میں اکیلی کیا کر رہی ہے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اگر ہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں ہے تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ پھر وہ اٹھا کافی کا کپ اور پلیٹ وہیں چولہے کے پاس جا کر رکھ دی اور خود خیمے سے بار چلا گیا۔ کافی دیر ہو گئی وہ واپس نہ آیا تو آیلہ کو گھبراہٹ ہونا شروع ہو گئی۔ وہ بے اختیار بہر نکل آئی۔ ارد گرد پھیلا اندھیرا اور سناٹا خوف کو دوچند کر گیا۔ سوائے دور دروازے سے آتی عجیب و غریب چیخوں کے کچھ سنائی نہ دے رہا تھا۔ عجیب و غریب آوازیں شاید جانوروں کی تھیں یا پتہ نہیں کس چیز کی۔ وہ خوف و دہشت سے سن سی کھڑی تھی۔ چاروں طرف پھیلی تاریکی اور گھنا جنگل جس میں اس وقت وہ بالکل اکیلی تھی، اس نے خوف زدہ ہو کر رونا شروع کر دیا۔ اچانک اسے اپنے قریب قدموں کی چاپ سنائی دی تو اس کے منہ سے چیخ سی نکل گئی۔

کیا مصیبت ہے؟ تمہی چیخنے چلانے کے سوا اور کچھ آتا ہے یا نہیں عجیب اجڑ قسم کی لڑکی ہو؟ وہ اسے بری طرح ڈانٹتا چلاتا خیمے میں گھس گیا تو وہ بھی آنسو پونچھتی اس کے پیچھے چلی آئی۔ اس کی تمام تر بدتمیزی کے باوجود اس کے ہونے سے ایک عجیب سے تحفظ کا احساس ہو رہا تھا۔ ایک دم سارا ڈر خوف زائل ہو گیا تھا۔ اس نے اندر آ کر ٹیبل پر رکھی ایمر جنسی لائٹ آف کر دی اور کمبل تان کر بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ کچھ دیر تو کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر وہیں قالین پر دونوں فلور کشن ملا کر ان کے اوپر لیٹ گئی اور دوپٹہ پورا کھول کر اپنے اوپر ڈال لیا۔ بھلا ہوا اس فیشن کا:

پلیٹ اس کے آگے کی تو اس نے فوراً ہی دوسرا بھی اٹھا کر کھانا شروع کر دیا۔ اس وقت اسے سوائے بھوک کے اور کوئی بات یاد نہ رہی وہ بے چارہ جو اپنے سینڈوچ کا ایک نوالہ لے چکا تھا وہ بھی اس کے سامنے رکھی پلیٹ میں رکھ دیا۔ اور اٹھ کر اپنے بیگ میں سے ایک بسکٹوں کا پیکٹ بھی نکال لایا۔ جب تک اس نے پیکٹ کھولا وہ بڑے اطمینان سے تینوں سینڈوچ کھا چکی تھی۔ اس نے بسکٹ اس کے آگے رکھے تو وہ ایک دم شرمندہ سی ہو گئی، پیٹ میں اناج گیا تو ساری شرم بھی یاد آ گئی۔ اور اپنی بیاضتیری اور ندیدے پن پر سخت افسوس بھی ہونے لگا۔ بسکٹوں کی طرف ہاتھ بڑھائے بغیر وہ یونہی چپ چاپ سر جھکائے بیٹھی رہی تو وہ بولا۔

اگر کافی پینی ہے تو اٹھ کر خود اپنے لیے بنا لو مجھ سے یہ امید مت رکھنا کہ میں تمہاری مہمان داری کروں گا۔ لہجہ اچھا خاصا روڈ اور بے مروت قسم کا تھا مگر وہ اس کے لہجے پر ناراض ہونے کے بجائے اس کی اہت پر حیران رہ گئی کہ وہ اس سے اردو میں بات کر رہا تھا۔ آپ پاکستانی ہیں؟ وہ کچھ جوش اور خوشی سے بھرپور لہجے میں بولی۔ تو وہ اپنے مخصوص اکھڑ انداز میں بولا۔

کیوں تمہیں جا پانی نظر آتا ہوں۔ فضول اور احمقانہ سوالات سے مجھ سخت چڑھتی ہے۔ وہ بسکٹ کھاتا ہوا بڑی بدتمیزی سے بولا تو وہ کھول کر رہ گئی۔

اس جنگلی کو تو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ اسے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ خواتین کا احترام بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

وہ اپنا منہ دوبارہ دوسری طرف کر چکا تھا۔ اس نے آنکھیں بن سکر کے جتنی بھی سورتیں یا دھتھیں سب کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ تمام سورتیں پڑھ کر خود پر اچھی طرح دم کیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ اس وقت اس کا دھیان لیلیٰ اور دانش کی طرف چلا گیا۔ تمام دن اپنی الجھن اور پریشانی میں مبتلا رہی تھی اس کے باوجود ان کا خیال بھی اسے برابر پریشان کرتا رہا تھا۔ پتہ نہیں ان کا کیا بنا ہوگا۔ یا اللہ ان کی حفاظت فرما۔ وہ جہاں بھی ہوں خیریت سے ہوں۔ وہ دل ہی دل میں ان دونوں کے لیے دعائیں کرنے لگی۔ کتنے خوش باش ہم گھر سے چلے تھے کیا پتہ تھا کہ ہماری یہ تفریح کتنے سنگین نتائج کا حامل ہوگی۔ وہ کل رات کے تمام مناظر یاد کر کے نئے سرے سے خوفزدہ ہو گئی۔ لیلیٰ اس کی چچا زاد بہن اور بہترین دوست تھی۔ جس کی پر زور دعوت پر وہ ان دنوں کہنی آئی تھی۔ چچا میاں شروع ہی نیرو بی میں مقیم تھے۔ لیلیٰ ان کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔ بیٹی بھی کیا تھی چچا میاں کے بقول لیلیٰ تو میرا بیٹا ہے۔ وہ تھی بھی نام بوائے ٹائپ۔ مست ملنگ اور اپنے آپ سے لاپرواہ۔ بہت زمین پڑھا کو اور ساتھ ہی ساتھ ایڈوینچر کی از حد شوقین۔ اس کے نزدیک ایسی زندگی کوئی زندگی ہی نہیں تھی جس میں ایڈوینچر نہ ہو کوئی تھرل اور تیز رفتاری نہ ہو۔ اپنی افتاد طبع کے باعث وہ گھوڑے سے لے کر جہاز تک سب کچھ چلا لیتی تھی۔ صرف ایک چچی جان کے علاوہ اس کی ان حرکتوں سے ہر کوئی خوش رہتا تھا۔ چچی جان اس کے مرد مار انداز اور بے تکی حرکتوں کی وجہ سے ہر وقت شاکی رہتی تھیں بلکہ اٹھتے بیٹھتے اسے آیلہ کی مثالیں دیتی تھیں۔

اس نے خود سے کہا۔ ورنہ اتنی ٹھنڈ میں ٹھٹھ کر ہی مر جاتی۔ لیٹے ہوئے دو چار منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ وہ آس پاس سے آتی جانوروں کی آوازوں سے کچھ کوفزدہ سی ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ تمام جنگلی جانور اور درندے مل کر کورس میں رو رہے ہوں۔ ماحول اتنا ہیبت ناک تھا کہ وہ کانپ کر رہ گئی۔ گھپ اندھیرا اور ویران جنگل۔ اس کے زہن میں عجیب سے وسوسے آنے لگے۔

سین آپ سو گئے ہیں کیا؟ اپنے خوف کو زائل کرنے کے لیے وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔ اور وہ جو منہ دوسری طرف کیئے نیم غنودگی کی کیفیت میں تھا جھنجھلا گیا۔

آپ سونے دیں گے تو سوؤں گا نا فرمائیے اب کیا تکلیف ہے؟ منہ بدستور دوسری طرف کیئے وہ جل کر بولا۔ وہ اس کا لہجہ نظر انداز کر کے اپنی پریشانی بیان کرنے لگی۔

ہم لوگ یہاں محفوظ تو ہیں نا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ہم بے خبر سو رہے ہوں اور کوئی جانور اندر گھس آئے یا پھر کوئی سانپ، بچھو ہی اندر آ جائے۔ جواب میں وہ بڑی استہزائیہ مسکراہٹ چہرے پر لاتا ہوا اس کی طرف رخ کر کے بولا۔

جانور اندر کیوں آئیں گے۔ انہیں کی اپنی زندگی عزیز نہیں آخر کو ملکہ عالیہ یہاں خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہیں اور وہ یہاں آ کر ان کے آرام میں خلل ڈال دیں میڈم آپ کے اس عالی شان محل کو جو چاروں طرف سے مسلح دستوں کی نگرانی میں ہے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لہذا آپ آرام فرمائیے۔ اس کے اتنے طنزیہ لہجے پر وہ بری طرح تپ گئی جبکہ

دوڑے گا۔

بھابھی شاہی فرمان جاری فرماتیں جس کی امی دل کھول کر تائید کرتیں اور وہ جل کلس کر رہ جاتی۔ مقدمہ ابو اور بھیا کی عدالت میں جانے سے پہلے ہی خارج کر دیا جاتا۔ اس نے لیلیٰ کے مسلسل اصرار سے تنگ آ کر اسے تمام صورتحال بتائی اور کہا کہ وہ اس مسئلے کا کوئی حل نکال سکتی ہے تو نکال لے۔ ورنہ چپ چاپ بیٹھ جائے۔ دل تو خود اس کا بھی چاہ رہا تھا جانے کو مگر کیا کرتی۔

میرے اکلوتے چچا اور میں نے آج تک ان کا گھر بھی نہیں دیکھا۔ وہ خود اپنے آپ سے افسوس کرتی لیلیٰ بھی اپنے وقت کی ایک تھی۔ پتہ نہیں اس نے کس طرح اور کن الفاظ میں چچا کو داستان سنائی کہ انہوں نے کراچی فون کھڑکا دیا اور امی اور ابو سے بات کر کے کہا آئیہ انہیں بہت یاد آ رہی ہے لہذا ان کے پاس نیروبی بھیج دیا جائے۔ ٹکٹ اس کا وہ پہلے ہی روانہ کر چکے ہیں۔ جو شاید کل تک وہ وصول کر لیں۔ چچا میاں کی خواہش کے اگے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا وہ جواب تک اپنے وہاں نہ جانیر فاتحہ بھی پڑھ چکی تھی خوش ہوا تھی۔

نیروبی پہنچنے پر چچی امی چچا جانا اور سب سے بڑھ کر لیلیٰ نے اس کا والہانہ استقبال کیا۔ لیلیٰ نے اچھے میزبان ہونے کا حق پوری طرح ادا کیا اور ایک ماہ کے دوران اسے بھرپور کمپنی فراہم کی۔ ان کی ہر آؤٹنگ پر دانش بھی ضرور موجود ہوتا۔ لیلیٰ کا تو لگتا تھا کھانا بھی دانش کے بغیر ہضم نہیں ہوتا۔

ارے لڑکیوں کو لڑکیوں والے کام چاہئیں۔ یہ آئیہ کو دیکھو کلنگ کتنی اچھی کرتی ہے۔ بولتی کتنا آہستہ ہے۔ تمہاری طرح کانوں میں صوراسرافیل نہیں پھونکتی۔ اور دیکھو زرا اس کے انداز میں کتنا دھیمپا پن اور شائستگی ہے۔ مگر وہ لیلیٰ ہی کیا جس پر کوئی بات اثر کر جائے۔ چچی جان کی تمام ڈانٹ پھٹکار وہ ایک کان سے سنتی اور دوسرے سے نکال دیتی۔ دونوں کی شخصیت میں موجود اتنے واضح تضاد کے باوجود وہ دونوں آپس میں گہری دوستیں تھیں۔ ہر سال چھٹیوں میں وہ لوگ پاکستان آتے تھے تو سال بھر کی جمر شدہ باتیں ایک دوسرے سے کرنے بیٹھ جاتیں۔ سارے خاندان میں ان کی دوستی کو حیرت سے دیکھا جاتا تھا، کہاں لیلیٰ جینز کے اوپر ڈھیلی ڈھالی شرٹ یا کرتا پہننے والی۔ منجلی اور منہ پھٹ قسم کی لڑکی۔ اور کہاں آئیہ شلوار قمیض کے اوپر دو گز کا دوپٹہ خوب پھیلا کر اوڑھنے والی، خاموش طبع اور سنجیدہ سی لڑکی۔ سب کی حیرت سے قطع نظر وہ بچپن سے آج تک بیسٹ فرینڈ تھیں۔

پچھلے سال جب لیلیٰ چھٹیوں میں کراچی رہ کر گئی تو جاتے وقت کہہ گئی اب اگلے سال تم کینیا آؤ گی۔ یہ کوئی انصاف نہیں کہ ہمیشہ میں ہی آؤں۔ اب جبکہ وہ پڑھائی سے بھی فارغ ہو گئی تھی لیلیٰ ہر دوسرے روز فون کھڑکاتی اور اسے آنے کے لیے اسکا تی۔ وہ تو خیر جانے کے لیے بہت بری طرح بے چین تھی مگر اصل مسئلہ تو اجازت ملنے کا تھا۔ ابو تو خیر مان بھی جاتے مگر اصل مسئلہ امی اور بھابھی کا تھا۔ جن کے خیال سے اس کے جانے سے گھر سونا ہو جائے گا۔

ہمارے گھر میں افراد ہی کتنے ہیں اگر تم بھی چلی گئیں تو مجھے اور امی کو تو گھر کاٹ کھانے کو

تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے تھے مگر اس طرح جیسے کوئی معمول کی بات ہے۔

لیلی ایم ایس میں studies environmental میں مصروف تھی ان دنوں وہ اپنے تھیس میں مصروف تھی۔ اپنی مصروفیات کے باوجود وہ آئیلہ کو ٹائم دینا نہ بھولتی۔ اس کے تھیس کا موضوع تھا جنگلی حیات کا تحفظ۔ اپنی بے چین طبیعت کے عین مطابق اس نے ایک نیا شوشہ چھوڑ کر چچی جان کے غصے کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیا۔ وہ اس کے اوپر خوب چیخنی چلائی تھیں۔ اسے اور اس کے خبیث پرو فیسروں کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا تھا اساتھ بیساتھ آئیلہ کو بھی نصیحت کی تھی۔

بیٹا تم بھی اس سے زرا دور رہی رہا کرو۔ کہیں تمہارے اوپر اس کا سایہ نہ پڑ جائے جبکہ لیلی اپنے ارادوں میں اٹل تھی۔ دونوں ماں بیٹی میں زبردست ٹھنی ہوئی تھی۔ اور آئیلہ بیچاری پریشان کہ کس کی حمایت کرے کس کی مخالفت کرے دونوں فریق اسے اپنا حلیف سمجھتے ہوئے اپنے اپنے دل کا بوجھ اسی کے سامنے ہکا کرتے۔ چچا میاں خاموش تماشائی تھے کہ بیٹی کی زرا سی بھی حمایت کرنے پر چچی جان نے ان کو خوب کھری کھری سنائی تھیں۔

آپ تو رہنے ہی دیں آپ ہی کی شہ پر یہ اتنی ایسی سیدھی حرکتیں کرتی ہے۔ کل کو اسے اپنا گھر بسانا ہے آخر یہ کیا کرے گی۔ اس کی ساس اسے اس بات سے میڈل نہیں دیں گے کہ بہو عمدہ گھوڑا دوڑاتی ہے۔ یا میری بہو ہاتھ چھوڑ کر سلاٹنگنگ بہت اچھی کرتی ہے۔ شریف

دانی ہم لوگ فلاں پارک جا رہے ہیں تم بھی آ جاؤ۔
دانی ہم چائینز جا رہے ہیں تم بھی ہمیں جوائن کرلو۔ اور دانش حکم کا غلام اپنے مریضوں کو چھوڑ چھاڑو را حاضر ہو جاتا۔ لیلی کا دانش کے ساتھ پچھلے سال نکاح ہو گیا تھا۔ رخصتی یوں نہیں ہوئی تھی کہ دونوں فریق اس کے لیے آمادہ نہیں تھے۔ لیلی صاحبہ اپنا m.s کرنے میں مصروف تھیں اور دانش اپن ازاتی ہاسپٹل سینٹرل کر رہا تھا۔ چچا کی طرح دانش کی فیملی بھی شروع سے یہیں سینٹرل رہی تھی۔ دانش بھی لیلی کی طرح یہیں پیدا ہوا اور پلا بڑھا تھا۔ دونوں بچپن کے دوست تھے۔ اور دونوں میں بلا کی انڈر اسٹینڈنگ تھی۔ کبھی کبھار تو ان دونوں کی ذہنی ہم آہنگی آئیلہ کو حیران کر دیتی۔ زندگی کے ہر معاملے میں دونوں کی پسند ناپسند سب کچھ ایک جیسا تھا۔
دونوں کو ایک ساموسم، ایک جیسے رنگ، ایک جسامیوزک ایک ہی جیسا لباس، ایک جیسی کتابیں ایک جیسی فلمیں اور ایک سا کھانا پسند تھا۔ شروع میں آئیلہ کو ان کے ساتھ باہر گھومنا عجیب سا لگا۔ اسے لگتا کہ وہ خوشخوہ ان میں کباب میں ہڈی بننے کی کوشش کرتی ہے۔ اس لیے اس کی وجہ سے وہ بیچارے کبھی کسی کتاب پر کبھی کسی فلم پر یا جنرل ٹاپک پر ڈسکشن کرتے رہتے۔ مگر جلد ہی اس کی یہ غلط فہمی دور ہو گئی۔ ان دونوں کے درمیان عام جوڑوں کی طرح رومینک جملوں کا تبادلہ نہیں ہوتا تھا۔ نہ دانش کوئی رومانی جملے بولتا اور نہ وہ شرم سے سرخ پڑتی۔ اتنا زالا کھل آئیلہ نے اپنی زندگی میں پہلا دیکھا تھا۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں کہ آخر وہ لیلی کی بچپن کی سہیلی تھی مگر شاید ان کی محبت کا انداز دوسرے لوگوں سے زرا مختلف

ہے اور میرے پروجیکٹ ایڈوائزر کا خیال ہے کہ اتنے اہم اور سیریس موضوع پر مجھ سے بہتر کوئی کام نہیں کر سکتا۔ زرا سوچیں میری کی ہوئی ریسرچ اور میری تیار کردہ رپورٹیں پوری دنیا میں دھوم مچائے گی۔ آپ کو تو شکر کرنا چاہیے کہ خدا نے آپ کو اتنی زمین اور ٹیلنڈ بیٹی سے نوازا ہے اور ایک آپ ہیں ہر وقت مجھ سے بدگمان اور ناراض رہتی ہیں اور جہاں تک آئیلہ کے ساتھ جانے کا تعلق ہے تو ایسا میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ میں تو دو دن تک وہیں اپنا ریسرچ ورک کرتی رہوں گی اس کی بھی اسی بہانے کچھ تفریح ہو جائے گی۔ یہ ارو دانش گھوم پھر لیں گے۔ افریقہ کے جنگلات کی تو پوری دنیا میں شہرت ہے۔ کیا حرج ہے اگر یہ بھی ساتھ چلی جائے اور اپنی آنکھوں سے ان تمام جگہوں کو دیکھ لے۔ لیلی کے تفصیلی خطاب سے وہ متاثر ہوئی تھیں یا نہیں مگر انہیں اجازت بہر حال دینی پڑی تھی کہ لیلی کے ساتھ ساتھ دانش بھی انہیں قائل کرنے چلا آیا تھا۔ اور ان کے تمام خدشات کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے اس بات پر مصر رہا تھا کہ انہیں لیلی کو بغیر کسی فکر اور پریشانی کے جانے کی اجازت دینی چاہیے۔ کیونکہ وہ وہاں اکیلی نہیں ہوگی۔ وہ خود بھی ساتھ ہوگا اور یہ کہ وہ کسی خوفناک قسم کے جنگل کا دورہ کرنے نہیں جا رہے۔ بلکہ جہاں وہ جا رہے ہیں وہاں خرگوشوں، جنگلی بلیوں، چوہوں، بیڑوں اور پرندوں کے علاوہ زیادہ زیادہ ہرن ہی ہوں گے اور یہ کہ ہوں ان لوگوں کو ہر قسم کی گائیڈنس فراہم کرنے کے لیے دانش کا دوست جو کہ وہ ایض فورسٹ آفیسر ہے بھی موجود ہوگا اور اسی کے ریسٹ ہاؤس میں وہ لوگ ٹھہریں گے۔ چچی جان اپنے اکلوتے داماد کو کیسے ناراض کر سکتی تھیں لہذا چہرے سے ناراضگی

گھروں کی بہو بیٹیوں کے یہ لچھن نہیں ہوتے۔ مگر یہاں میری سنتا ہی کون ہے۔ اور چچا میاں اس دن سے بیٹی کی حمایت میں ایک لفظ نہ بولے تھے۔ جب منت سماجت پیار دھمکیاں یہاں تک کہ سب ناکام ہو گیا تو آخر میں لیلی بھوک ہڑتال کر کے کمرے میں بند ہو گئی۔ پہلے دن تو چچی جان نے کچھ خاص پرواہ نہ کی مگر دوسرے روز وہ فکر مند ہوئیں۔ مگر لیلی بھی اپنی ضد کی پکی تھی اس وقت تک کمرے سے باہر نہ نکلی جب تک چچی جان نے اجازت نہ دے دی۔ اجازت ملنے کی دیر تھی وہ خوشی خوشی کمرے سے نکل کر چچی جان کے گلے میں بانہیں ڈال کر ان کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ جبکہ چچی جان بیٹی کے ہاتھوں شکست پر منہ پھلائے بیٹھی رہیں۔ پھر اس تمام قصے کے بعد لیلی نے نیا جھڑا نکالا۔

آئیلہ بھی میرے ساتھ چلے گی۔ چچی جان جو اسے ہی بمشکل اجازت دے کر ابھی تک خوش نہ تھیں یہ بات سن کر مزید خفا ہوئیں۔

افنہ می پہلی بات تو یہ کہ آپ کی ناراضگی بالکل فضول ہے میں کوئی تفریح کرنے نہیں جا رہی ہوں اپنا ریسرچ ورک کرنے جا رہی ہوں۔ جنگلی حیات کا تحفظ میرا موضوع ہے اور می گھر بیٹھے بیٹھے خالی کتابیں پڑھ کر اور دوسروں کی سنائی لکھ کر تھیس کمپیٹ نہیں کر سکتی۔ مجھے اس کے لیے پراپر ریسرچ ورک کرنا ہے اور ریسرچ کا مطلب یہی ہے کہ میں کسی جنگل کا قریب سے مشاہدہ کروں۔ دیکھوں کہ کس طرح ہم انسانوں کی لا پرواہی کے نتیجے میں جنگل تباہ ہو رہے ہیں اور جنگلی حیات آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔ یہ ایک بہت ہی حساس اور سنجیدہ موضوع

کبھی لیلی۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے سو کرتا زہ دم ہو چکی تھی اور ان دونوں کے ساتھ گفتگو میں شریک ہو گئی تھی۔ لیلی کی کسی بات پر تہقہ لگاتے ہوئے اسے اچانک لگا جیسے گاڑی پوری قوت کے ساتھ کسی چیز سے ٹکرائی ہے۔ لیلی اور اس کے منہ سے بے اختیار ہی بلند و بالا چیخ نکلی تھی پھر اس سے پہلے کہ وہ لوگ سنبھلتے گاڑی نے دو تین قلابازیاں کھائیں تھیں زہن بالکل ماؤف ہو گیا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ گاڑی کے قلابازیاں کھانے کے نتیجے میں اس کی طرف کا دروازہ ایک دم کھل گیا تھا اور گاڑی نے جب اگلی قلابازی کھائی تو وہ کسی بال کی طرح اچھل کر زمین پر جا گری تھی۔ جبکہ گاڑی مسلسل لڑھکتی جا رہی تھی۔ بے ہوش ہانے سے پہلے اس نے جو آخری منظر دیکھا تھا وہ یہ تھا کہ گاڑی کسی کھلونے کی طرح لڑھکتی سامنے موجود کھائی میں جا گری تھی اس کے بعد اسے کچھ ہوش نہ رہا تھا۔ اس کا زہن مکمل تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔

اسے ہوش آیا تو کتنی دیر وہ پتھر ملی زمین پر پڑی رہی۔ اس کے سر کے عین اوپر سورج اپنے شعائیں بکھیر رہا تھا، وہ دس پندرہ منٹ یونہی پڑی رہی۔ پھر اچانک یاد آیا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا گزری تھی وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پتہ نہیں کسی کی دعائیں لگی تھیں یا کوئی معجزہ رونما ہوا تھا کہ اتنی بری طرح گائی میں اچھل کر گرنے کے باوجود اسے کوئی بہت شدید قسم کی چوٹیں نہ آئی تھیں صرف کہنیاں تھوڑی سی چھل گئی تھیں جن سے ابھی بھی خون رس رہا تھا۔ اور گھٹنے معمولی اٹھی ہوئے تھے۔ وہ اپنی ان چوٹوں کا نظر انداز کرتی بھاگتی ہوئی اس کھائی کی طرف آئی

کے تمام آثار مٹا کر انہوں دل سے آئیلہ اور لیلی کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ تو خود پہلے ہی لیلی کے ساتھ جانا چاہ رہی تھی۔ مگر چچی جان کے خوف کے باعث اس شوق کا اظہار نہیں کر سکی تھی۔ اجازت ملنے کی دیر تھی اس نے خوشی خوشی ایک سویٹر اور شال رکھ کر اہنا سامان پیک کیا۔ سر شام ہی وہ لوگ ہر سے روانہ ہو گئے تھے۔

دانش اور لیلی اگلی نشستوں پر بیٹھے تھے جبکہ وہ پیچھے بیٹھی ان لوگوں کے ساتھ گفتگو میں شریک تھی۔ لیلی سارا وقت ان لوگوں کو برا بھلا کہتی رہی جو جنگلوں کو اجاڑ کر قدرت کے نظام میں خلل ڈالنے کی بے ہودہ کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا بس چلتا تو وہ تمام شکاریوں اور لکڑی کے سوداگروں کو پھانسی دلا دیتی۔

سوچو زرا صرف اپنے شوق کی خاطر یا چند روپوں کے لالچ میں ہم اپنی آنے والی نسلوں کے ساتھ مٹی بڑی نا انصافی کر رہے ہیں۔ جنگل نہیں رہیں گے تو آلودگی کا کیا ہوگا۔ عام آدمی تو اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا اور جنگل بنے کس چیز سے ہیں۔ ظاہر ہے درخت پہاڑ اور جانور مل کر ہی جنگل بناتے ہیں ہم شاید اپنے بچوں کو یہ بتایا کریں گے کہ بیٹا ہمارے زمانے میں ایک جانور ہوتا تھا جو چیتا کہلاتا تھا۔ بالکل اس طرح جیسے ہم لوگ آج ڈانوسور کے بارے میں پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اسے آج کل جنگلوں اور جنگلی جانوروں کے سوا کسی ٹاپک پر بات کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ اور دانش اس کے من پسند موضوع پر پتہ نہیں اس کا دل رکھنے کے لیے یا حقیقتاً بڑی دلچسپی ظاہر کر رہا تھا۔ پوری رات وہ لوگ سفر کرتے رہے تھے۔ کبھی دانش ڈرائیو کرتا

ہر جانور سے ڈرتی تھی۔ وہ تو اکیلے کمرے میں سونے سے ڈرتی تھی۔ کہاں اتن اڈراؤنا گھنا جنگل جہاں اس وقت وہ بالکل تنہا تھی۔ عین اس وقت اس نے ایک فار کی آواز سنی اور وہ بری طرح خوفزدہ ہو کر چیخ پڑی اور پھر اسے وہ مل گیا جو کم از کم ایک انسان تو تھا۔ وہ اپنی خوش قسمتی پر خدا کا شکر ادا کر رہی تھی۔ جس نے اس ویرانے میں اسے ایک جیتے جاگتے انسان سے ملا دیا۔ تمام رات اس نے عجیب سوتی جاگتی کیفیت میں گزاری۔ کبھی اس کی آنکھ لگ جاتی اور کبھی اچانک خوفزدہ ہو کر وہ اٹھ بیٹھتی۔ رات کا جانے کونسا پہر تھا۔

جب اس کی آنکھ جیپ کی اشارٹ ہونے کی آواز سے کھلی۔ اس نے آنکھیں پھا کر چاروں جانب دیکھا وہ وہاں کئی نہیں تھا۔ چہا سو پھیلا اندھیرا اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ وہ ایک دم کچھ بدحواسی ہو کر بغیر دوپٹے پاؤں باہر نکل آئی۔ سنائے کو چیرتی ہوئی جیپ کی آواز لمحہ بہ لمحہ اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ وہ پوری رفتار سے جیپ کے پیچھے بھاگی۔

سین پلینز رک جائیں۔ میری بات سن لیں پلیز۔ وہ چیخ کر اسے آواز دینے لگی۔ اس وقت جب پورا جنگل سویا ہوا تھا، کہیں کوئی آواز کوئی آہٹ نہ تھی اس کی آواز کسی بازگشت کی طرح پورے جنگل میں پھیل گئی۔ اس نے جیپ روک دی تھی مگر ریورس کر کے واپس نہیں آیا تھا وہ خود ہی بھاگتی دوڑتی جیپ تک پہنچی۔

آپ اتنی رات کو مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ وہ ڈرائیونگ سیٹ کے پاس

جہوں انے گاری کو گرتے دیکھا تھا نیچے جھک کر دیکھتے ہی اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ کھائی تو اس کے تصور سے بھی زیادہ گہری تھی۔ اچھی طرح نظریں دوڑانے کے باوجود اسے نہ تو گاڑی ہی کے کوئی آثار ملے اور نہ ان دونوں کا کوئی سراغ ملا۔ اسے بڑی فکر مندی کے ساتھ ان لوگوں کے بارے میں سوچتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ خود اس وقت کہاں موجود ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے یہاں سے واپسی کا راستہ کیسے ملے گا۔ ان سوالات کا زہن میں آتا تھا وہ ان لوگوں کو بھول بھال اپنی فکر میں لگ گئی۔ ایک ماہ میں تو وہ نیروبی سے ٹھیک طرح آگاہ بھی نہ ہو پائی تھی۔ تو یہاں اس انجان جگہ خود کو پا کر اس کا فکر مند ہو جانا لازمی تھا۔ وہ کسی بھی طرح شہری آبادی کے آس پاس پہنچ جانا چاہتی تھی۔ اسے تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ تمام رات سفر کرنے کے بعد اس وقت کس شہر یا قصبے سے گزر رہے ہیں۔ یونہی اٹکل سے وہ چلتی رہی۔ چلتے چلتے اس کے پائس شل ہو گئے مگر کوئی راستہ بھانسنی نہ دیا۔ یہاں تک کہ شام کے آثار نظر آنے لگے وہ بری طرح بے بس ہو کر وہیں زمین ہر بیٹھ کر رونے لگی۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ یونہی تمام زندگی اس جنگل میں بھٹکتی رہے گی۔ اور اسے واپسی کا راستہ نہ ملے گا۔ شاید اب کبھی میں اپنے گھر والوں سے نڈل پاؤں۔ وہ پگوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اس ویرانہ و حلق جنگل میں جہاں آدم تھا نہ آدم زاد اسے یہ سوچ کر ہی وحشت ہو رہی تھی کہ وہ یہاں رات گزارے گی۔ رات جو ویسے ہی اپنے ساتھ کتنے سارے خوف لے کر آتی ہے اور وہ تو تھی بھی بڑی عام سی اور ڈرپوک قسم کی لڑکی۔ جولال بیگ سے لے کر کتے ملی تک

میں آگئی۔ کچھ دیر یونہی پریشان سی بیٹھی رہی۔

اس نے کہا تو ہے میری مدد کرے گا۔ یوں خواہ مخواہ پریشان ہو کر بیٹھنے سے میرا پر اہل سولو تو نہیں ہو جائے گا۔ اس نرح بیٹھنے سے بہتر ہے کہ میں منہ ہاتھ دھو کر کچھ کھاپی لوں۔ خود کو سمجھاتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور جھیل کی طرف آگئی۔ صبح کا اجالا ہلکا ہلکا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ چڑیوں کی چچھاتی ہوئی آوازیں اور ٹھنڈی پرسکون نرم ہوا کے جھونکے اسے کچھ دیر کے لیے تمام فکروں سے غافل کر گئے۔ وہ خدا کی قدرت کاملہ کا دیدار کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کتنی خوبصورتی پیدا کی ہے۔ یہ درخت، پھل، پھول اور یہ بہتا صاف شفاف پانی وہ کتنی ہی دیر تک مبہوت کھڑی وہاں کا حسن دیکھتی رہی۔ درختوں پر بیٹھی چڑیاں اور دوسرے چرند پرند، رب کائنات کی حمد و ثناء کرنے میں مصروف تھے۔ اس نے جھیل کے ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھو اتنا طبیعت ایک دم ہلکا سی ہو گئی۔ وضو کے لیے وی واپس خیمے میں آگئی۔ نہ قبلے کا پتہ تھا اور نہ یہ کہ نماز کا ٹائم ہوا ہے کہ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے حضور نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ نماز پڑھ کر اللہ سے اپنی اس پریشانی سے نجات کے لیے رور و کر دعائیں مانگیں۔ عجیب سا سکون اور طمانیت اس کے اندر پیدا ہو گئی تھی۔ اپنے لیے چائے بنانے کا سوچا اور چوہے کے پاس آگئی۔ وہ شاید جلدی میں اپنے لیے چائے بنا کر گیا تھا۔ اس لیے چائے کا کپ اور کیٹل ویسے ہی پڑے تھے۔ برتن دھونے کا تو یہاں کوئی انتظام نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ اس کے بتائے ہوئے کالے رنگ کے بیگ کی طرف بڑھی تاکہ اس میں سے دوسرا کپ اور چائے کی پتی وغیرہ نکال سکے۔

کھڑی اس سے مخاطب تھی۔ جواسٹر بیگ پر دونوں ہاتھ مضبوطی سے جمائے بڑا بیزار بیٹھا تھا۔ محترمہ صبح کے چار بجنے والے ہیں۔ رات کب کی ختم ہو چکی اور جہاں تک آپ کو اکیلا چھوڑ کر جانے کی بات ہے تو میرا نہیں خیال کہ میں نے آپ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کیا تھا کہ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ اتنی بزدل اور کم ہمت تھیں تو اس جنگل بیابان میں کیا کرنے آئی تھیں۔۔۔ وہ اس پر ملامتی نظریں ڈالتا ہوا بولا۔ کپڑے بدلے، کھرا کھرا یا وہ کل کے مقابلے میں کافی فریش معلوم ہو رہا تھا۔ پتہ نہیں چار بجے نکلنے کے لیے وہ خود کس وقت جا گا تھا۔

آپ میری مدد کریں پلیز بس مجھے یہاں کے کسی بھی شہر یا قصبے تک پہنچا دیں۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گی۔ وہ منت بھرے انداز میں اس سے مخاطب ہوئی تو وہ لہجے کے اکھڑپن کو کچھ کم کرتا ہوا بولا۔

اس وقت تو مجھے جانا ہے واپس آؤں گا تو تمہارے اس مسئلے پر بات کریں گے۔ وہ جیب اشارت کرنے لگا اور وہ اپنی منت سماجت ضائع دیکھ کر کچھ دل گرفتہ سی ہو گئی۔ اس کے اداس چہرے پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر وہ اس سے مخاطب ہوا۔

کچھ کھاپی لینا۔ وہاں اندر بلیک فلر کا بیگ رکھا ہے اس میں کھانے پینے کا سامان ہے۔ مگر اس کے علاوہ میری کسی چیز کو چھیڑنے کی یا کسی سامان میں گھسنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر منہ ہاتھ دھونا ہو تو وہ ہاتھ مارا شاہی حمام۔ اس نے اشارے سے ایک دو نظر آتی جھیل دکھائی اور یہ جا وہ جا۔ وہ کچھ دیر کھڑی جیب کو جاتا دیکھتی رہی اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو واپس خیمے

سوچ سمجھ کر ہی لگایا ہوگا۔ یہاں یقیناً کوئی خطرے کی بات نہیں ہے مگر دل کو جکڑ لینے والے اس خوف کو وہ زائل نہ کر سکی۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو بیٹھے بیٹھے درود شریف کا ہی ورد کرنے لگی۔ صبح سے دوپہر ہوئی اور دوپہر سے شام وہ وہیں بیٹھی رہی۔ ناشتے کے بعد اس نے ایک گلاس پانی تک نہ پیا تھا۔ گھڑی نے چار بجائے تو اس نے شکر ادا کیا۔ بس اب وہ آنے والا ہی ہوگا۔ کل بھی ہم لوگ اسی وقت آئے تھے۔ مگر چار تو کیا ساڑھے چھ ہو گئے اور وہ واپس نہ آیا تو اسے عجیب و غریب وہم ستانے لگے۔

وہ اسی شیر کا شکار کرنے گیا ہے یقیناً۔ اس نے خود سے کہا۔ اور اگر وہ خود اس شیر کا شکار بن گیا تو کیا ہوگا۔ میں یہاں بیٹھی اس کا انتظار کرتی رہوں گی اور وہ وہیں شیر کا ڈنر بنا ہوگا۔ اس سوچ کا آنا تھا وہ پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگی۔ دو رکعت نفل حاجات پڑھ کر وہ اس کے زندہ سلامت لوٹ آنے کی دعائیں مانگ رہی تھی کہ جیب رکنے کی آواز آئی۔

شکر ہے خدایا۔ اس نے فوراً ہی شکر ادا کی اور اپنی دعاؤں کی مقبولیت پر خوش ہوتی کھڑی ہو گئی۔ وہ اندر آیا تو دوپٹے پر نماز کے اسٹائل میں اوڑھے وہ اسی طرف نظریں جمائے کھڑی تھی۔

شکر ہے آپ واپس آ گئے میں تو بہت پریشان ہو گئی تھی۔ وہ بڑی خوشی اور مسرت سے اس سے مخاطب ہوئی تو وہ ایک آدھ سیکنڈ اس کی طرف گھورتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اور جیکٹ اتار کر

بیگ میں خشک خوراک کا صبی مقدار میں تھی۔ چائے کی پتی، چینی اور خشک دودھ بھی تھا۔ مگر کپ اور نہ تھا۔ مجبوراً وہ واپس جھیل تک گئی اور کپ وہاں سے دھو کر لائی۔ چائے کے ساتھ اس نے رات کا کھلا ہوا بسٹ کا پیکٹ اٹھالیا۔ چائیسٹ اور ایک کپ چائے پی کر اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ جس نے اس ویرانے میں اس کی خوراک کا بندوبست کر دیا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے برتن واپس دھو کر رکھے اس کے بعد بستر کی چادر بھاڑی، کمبل طے کیا۔ وہ شاید اس کے بے آرام ہونے کے خیال سے تمام چیزیں ایسی ہی پھیلی چھوڑ گیا تھا۔ تمام کام کر کے فارغ ہوئی تو گھڑی کی سوئیاں صرف آدھا گھنٹہ ہی اوپر گئی تھیں۔ وہ اگر چہ منع کر کے گیا تھا مگر اس طرح اکیلے چپ چاپ وہ کب تک بیٹھ سکتی تھی اس لیے میز پر پڑی کتاب اٹھا کر پڑھنے لگی۔ شکاریات سے متعلق اس کتاب کو وہ بمشکل دس منٹ پڑھ پائی۔ اس کے بعد ٹیپ ریکارڈ آن کر لیا۔ اس نے ریڈیو لگایا جس میں بولنے والی زبان سے وہ قطعاً آشنا تھی۔ باہر نکل کر آس پاس کی تفریح کا لطف یوں نہیں لے سکتی تھی کہ اگر راستہ بھول گئی تو کیا ہوگا۔ دوسرے یہ کوئی پکنک اسپاٹ نہیں ہے جنگل ہے اگر کوئی جانور نکلا گیا تو کیا ہوگا۔ جانوروں کا خیال آیا تو دوسری دل دہلا دینے والی سوچ بھی اس کے ذہن میں آ گئی۔ اگر اس وقت یہاں کوئی جانور اندر گھس آئے تا میں کیا کروں گی۔ اس سوچ کا آنا تھا وہ نئے سرے سے کوف میں مبتلا ہو گئی۔ اگرچہ کوہو ہر طرح بہلانے کی کوشش کی تھی کہ آخروہ ایک شکاری ہے اسے یہاں کے ماحول اور کنگھوں کے بارے میں مکمل طور پر پتہ ہوگا۔ اس نے اہنا خیمہ یہاں

میں نے کوئی تمہارا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔ کیا بات ہے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اکیلے جنگلوں کی سیر کرنے کو بھیجتے ہوئے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ لے کر مصیبت میرے سر پر ڈال دی۔ دیکھو بی بی تمہارے سینگ جہاں سائیں چلی جاؤ میں اس وقت سخت غصے میں ہوں۔ تمہاری سرور پھاڑ دوں گا مجھ سے بات نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔ بات کے اختتام پر اس کی طرف سخت جھنجھلاہٹ اور خاری دیکھا گیا۔

میں اکیلی نہیں تھی۔ ہم لوگوں کا بہت سیریس ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، وہ تو۔۔۔ وہ یہاں اپنی موجودگی کی وضاحت کرنا چاہ رہی تھی کہ اس نے بیزاری سے ٹوک دیا۔

مجھے تمہاری غم زدہ داستان مس کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ برائے مہربانی مجھے معاف ہی رکھو۔ یہاں رہنا ہے تو خاموشی سے رہو ورنہ جہاں دل چاہے چلی جاؤ۔ میں جب تک اپنا ٹارگٹ اچیونٹ نہیں کروں گا یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا۔ تمہارے اوپر میرا یہی احسان کافی ہے کہ تمہیں یہاں رہنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ مجھ سے توقع نہ رکھنا۔ اور وہ جو اتنی دیر سے بلا وجہ کی ڈانٹ پھنکار سن رہی تھی اس کے بدتمیزی سے بات کرنے پر غصے سے پاگل ہو گئی۔ بھاڑ میں گئی ساری مصلحت، یہ جنگلی خود کو سمجھتا کیا ہے۔ اتنی باتیں تو میں نے آج تک کسی کی نہیں سنی۔

رکھیے اپنا یہ احسان اپنے پاس سنبھال کر۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے آپ جیسے بے ہودہ اور بدتمیز انسان کا احسان لینے کی۔ جسے اس بات کا بھی لحاظ نہیں کہ میں ایک کمزور، بے بس اور

سامنے کارپٹ پر پھینک دی۔ اس کے بعد اپنے لانگ شوز بڑے بے رحمانہ انداز میں اتارے اور انہیں بھی دور پھینک دیا۔ وہ جو اپنی بات کا جواب نہ ملنے پر شرمندہ سی ہو گئی تھی اس کے غصے اور ناراضگی بھرے انداز میں سہم کر رہ گئی۔ شرٹ کے بٹن کھول کر وہ شاید شرٹ بھی اتار کر پھینکنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس کی طرف دیکھ کر رک گیا اور بٹن واپس بند کرتا ہوا غرا رہا ہوا۔

کیا مصیبت ہے میرے سر پر کیوں کھڑی ہو پتہ نہیں کونسی منخوس کھڑی تھی جب تم جیسی بلا میرے پیچھے پڑی۔ وہ اس بے وجہ کی پھنکار پر کھول کر رہ گئی۔ مگر حالات اس بات کی اجازت نہیں دے رہے تھے کہ وہ اسے دو چار کھری کھری سنا دیتی۔ اس لیے چہرے کے تاثرات کو دوستانہ ہی رکھایوں جیسے وہ کسی اور پر برس رہا ہے۔ اس کے طرف دیکھے بغیر وہ سگریٹ اور لائٹر اٹھا کر دوبارہ بیڈ ہریٹھ گیا۔ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری سگریٹ سلگاتا وہ پتہ نہیں کس ادھیڑ پن میں تھا وہ بڑی خاموشی سے کھڑی اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

اس وقت تو موصوف اتنے جلال میں لگ رہے ہیں ان سے بات کسے کی جائے؟ وہ اپنے آپ سے بولی اور تھوگ نکلتی اپنی ہمت بندھاتی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

سنیں آپ نے کہا تھا کہ میری ہیپ کریں گے۔ دیکھیں میرے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔ آپ یہاں قریب ترین جو بھی شہر ہو وہاں تک مجھے پہنچا دیں پلینز ڈرتے ڈرتے بڑی مشکلوں سے اس نے اپنی بات مکمل کی تو وہ جو اس کے وجود سے اتنی دی رے یکسر بیگانہ اور بے نیاز نظر آ رہا تھا۔ اس کی طرف دیکھے بغیر غصے سے بولا۔

ٹھیک ہے اگر میری قسمت میں یونہی مرنا لکھا ہے تو میں اسے بدل تو نہیں سکتی نا۔ اپنی بے بسی پر آنسو بہاتی وہ ایک پتھر پر بیٹھ گئی، چاروں طرف اونچے اونچے درخت تھے۔ عجیب سی وحشت اور ویرانی تھی۔ ایسا لگتا تھا ابھی کہیں سے کوئی بھوت نکل آئے گا۔

ایسی جگہوں پر تو بدروحیں بھی بسیرا کیئے رکھتی ہیں۔ اس نے سوچا۔ شاید ابھی کہیں سے کوئی چڑیل سامنے آجائے اور اپنے لمبے لمبے ناخنوں سے مجھے نوچ کھسوٹ میرا کون پی جائے خوف میں گھری گھٹنوں میں منہ دے کر وہ بلک بلک کر رونے لگی دیگر آوازوں میں اب اس کے رانے کی آواز بھی شامل ہو گئی تھی۔

سمجھتا کیا ہے خود کو جیسے کہیں کا نواب ہے۔ اللہ کرے اسے تو وہی شیر چیر پھاڑ کر رکھ دے زور و شور سے روتی وہ اسے بد دعائیں دے رہی تھی۔

پیٹھ پیچھے کسی کو بدعائیں دینا کوئی اچھی بات تو نہیں ہے اس نے جانی پہچانی آواز سنی تو گھٹنوں پر سے سر اٹھایا تو وہ سامنے کھرا تھا البوں پر مسکراہٹ لیئے۔ اسے دیکھ کر آیلہ نے نفرت سے منہ پھیر لیا،

چلو۔ وہ اسے چلنے کا کہہ کر خود آگے بڑھنے لگا۔ مڑ کر ایک نظر اس کی طرف دیکھا جو اس سے مس نہ ہوئی تھی۔

چلو بھئی۔ اچھا میری غلطی تھی سوری۔ اب کیا تمہارے سامنے ہاتھ جوڑوں۔ وہ منابھی یوں رہا تھا جیسے اس کی دس نسلوں پر احسان کر رہا ہو۔

پریشان لڑکی ہوں اور صرف لڑکی ہی نہیں آپ کی ہم وطن اور بہن مزہب بھی ہوں۔ آپ کے لیئے تو وہ درندے انسانی جانوں سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں جا رہی ہوں میں یہاں سے۔ بھرائی ہوئی آواز میں بولتی وی باہر کی طرف قدم بڑھانے لگی۔ وہ سامنے بیٹھ آنکلی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں کچھ حیرانی بھی تھی۔ آنسو ای تو اتر سے بہہ نکلے تھے جنہیں وہ بڑی بے دردی سے ہاتھوں کی پشت سے صاف کرتی اس سے بولی تھی۔

اب چاہے میں یہاں سسک سسک کر مرجاؤں مگر آپ سے مدد مانگنے نہیں آؤں گی۔ اتنی انا تو مجھ میں بھی ہے مگر جاتے جاتے آپ کو ایک بات بتا دوں کہ آپ ایک بد تمیز، جنگلی اور بد اخلاق انسان ہیں۔ جو سوائے لوگوں کے تکلیف پہنچانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا اور اگر میں مر گئی تو میرا خون آپ کی گردن پر ہوگا۔ رکھیئے اپنے خزانے سنبھال کر نہیں آؤں گی میں اب یہاں پر چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ آنکھوں کے آگے آنسوؤں کی چادر سی تن گئی۔ صاف دکھائی بھی نہیں دے رہا تھا آنسو صاف کرتی وہ اس کی طرف آخری نگاہ دالتی باہر نکل آئی۔

اپنی یہ کمزور اور رونا اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اگر وہاں سے آہی رہی تو رونے کی کیا ضرورت تھی۔ موصوف کے دماغ اچھی طرح درست کرنے چاہئے تھے۔ خود پر جھاتی وہ کتنی دیر بغیر سمت کا تعین کیئے چلتی رہی۔ غصے میں باہر نکل تو آئی تھی۔ اب آس پاس سے عجیب و غریب آوازیں اسے ڈرا رہی تھیں۔ شام کے سات پونے سات بجے اس جنگل میں ایسا ویرانی کا عالم تھا جسے آدھی رات گزر چکی ہو۔

تمہیں چلنا ہے یا نہیں، اتنی التجائیں تو میں نے آج تک کی زندگی میں کسی کی نہیں کیں۔ حالانکہ تم یہاں بیٹھی مجھے کوس رہی تھی مگر میں پھر بھی تمہیں لینے آ گیا ہوں۔ وہ اس پر احسان جتنا ہوا بولا۔ وہ بے چاری تو ابھی تک سانپوں کے غم میں دہلی ہوئی تھی۔

سنیں کیا ابھی واقعی میرے پیچھے سانپ تھا۔ وہ نگاہیں اسی طرف جمائے بولی۔ اس وقت کیا ابھی بھی تمہارے پیچھے درخت کی شاخ پر ایک سانپ جھول رہا ہے۔ وہ بڑی بے نیازی سے بولا۔ جواب میں وہ ایک زوردار چیخ مار کر اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔ اور اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولی۔

جلدی چلیں یہاں سے۔ مجھے یہاں بہت ڈر لگ رہا ہے چہرے پر خوف اور دہشت طاری کیئے وہ اسے کہہ رہی تھی اس نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کو روکا اور دھیرے سے بڑبڑایا۔

ایڈیٹ۔ وہ اس کی بڑبڑاہٹ سنے بغیر آگے بڑھ گئی تو وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔ اگر ابھی یہ نا آتا تو میں کب کی اس دارفانی سے کوچ کر چکی ہوتی۔ اچانک اس کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی تو وہ بری طرح جھنجھلا گیا۔

تمہیں تکلیف کیا ہے آخر۔ بات بے بات چیخیں مارتی ہو۔ تمہارے گلے میں خراشیں نہیں پڑتیں مجھے تو اپنی کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں وہ جڑ کر بول رہا تھا۔

نہیں جاؤں گی، کبھی بھی نہیں جاؤں گی، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اتنی بغیرت نہیں ہوں کہ مجھے اتنا زلیل کیا جائے اور پھر بھی چلی جاؤں۔ اتنی دیر سے چیخ چیخ کر رونے سے آواز بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ آنسو دوبارہ بہنے کو تیار تھے۔

سوچ لو جہاں تم اس وقت بیٹھی ہو یہ جگہ سانپوں کا گڑھ ہے۔ رات کے وقت تو خصوصیت کے ساتھ درختوں سے اتر کر زمین پر چہل قدمی فرماتے ہیں اور سانپ بھی کونسا، کو برا۔ ویسے تو یہاں اڑنے والے سانپ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں خیر تمہاری مرضی۔ اپنی بات کے اختتام پر اس نے لا پرواہی کا مظاہرہ کیا اور ایک قدم آگے بڑھ گیا۔ جبکہ وہ سانپوں کی اس وادی میں بیٹھی رہی کہ اس کو اپنی انا کا مسئلہ تھا۔ اچانک وہ چیخا۔

ارے تمہارے پیچھے سانپ ہے ہلنا نہیں۔ جواب میں وہ اس سے بھی بلند و بالا چیخ مار کر ایک دم اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور بھاگ کر اس کے پیچھے آ کر چھپ گئی۔ مضبوطی سے اس کی قمیض تھامے وہ اس کے کندھے پر سے اچک کر سامنے اس پتھر کی طرف دیکھنے لگی جس پر کچھ دیر پہلے وہ آرام فرما رہی تھی۔

کک کہاں ہے سانپ مجھے تو نظر نہیں آ رہا؟ اس کی ڈر کے مارے گھگھکی بندھ گئی۔ پتہ نہیں کہاں گیا ابھی تو یہیں تھا، خیر جانے دو ہمیں کیا، چلو چلیں۔ وہ جواب میں بڑی سنجیدگی کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔ آیلہ نے اس کی قمیض چھوڑ دی اور دوبارہ اس کی طرف غور سے دیکھا۔ سانپ کیا وہاں تو کسی چھپکلی کا بھی نام و نشان نہیں تھا۔

ہی معزز مہمان اگر آپ اندر آ کر میرے غریب خانے کو رونق بخش دیں تو میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا اس کے سامنے سر جھکائے وہ بڑی عاجزی سے بول رہا تھا۔ مگر چہرے اور آنکھوں کے تاثرات ایک دوسرے سے متضاد نظر آ رہے تھے۔ ایک طرف عاجزی و انکساری تھی اور دوسری طرف مکا طب کو زچ کر دینے والی چمک۔ وہ کاموشی سے کھرا اس کے اندر جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو وہ بھی اس کے پیچھے اندر آ گیا۔

میرا خیال ہے یوں بات بات پر چڑھ کر اور ناراض ہو کر ہی تم نے اپنی صحت کا یہ حال کر لیا ہے۔ لڑکیو خوش رہا کرو۔ اچھی صحت کے لیے خوش رہنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ کچھ عرصے بعد کوگ تمہارا نام چڑچڑی، بد مزاج اور جھٹی رکھ دیں گے۔ وہ چولہے کی طرف بڑھات ہوا اس سے بولا۔ پھر چولہا جلا کر اس سے پوچھنے لگا۔

کچھ کھایا تھا دوپہر میں؟ جواب میں اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور بولی۔
صبح چائے پی او بسکٹ کھائے تھے۔

دیکھو اگر تم بیمار پڑیں تو مجھ سے یہ توقع مت رکھنا کہ میں تمہاری تیمارداری کروں گا۔ حد ہوگئی۔ چلو میں تو اپنے کام کی دھن میں کھانے پینے سے غافل رہا لیکن تم۔ وہ اسے ڈانٹ رہا تھا جبکہ وہ خاموش کھڑی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

چلو تم بھی کیا یاد کرو گی میں آج تمہیں مزید ارقسم کا پاشا بنا کر کھلاتا ہوں۔ وہ اچانک ہی اس پر مہربان ہو گیا تھا اور وہ اس کا پاپٹ پر حیران کھڑی تھی۔ بیگ سے ایک عدد پاشا کا پیکٹ

ابھی ابھی کوئی چیز میرے پاؤں پر سے گئی ہے۔ شاید سانپ یا بچھو۔ وہ اسے مطلع کرنے لگی۔

کوئی چوہا ہوگا، سانپ ریگلتے ہیں۔ اچھلتے ہوئے سانپ تم نے کہاں دیکھے ہیں؟ وہ اس کے چہرے کی سفید پڑتی رنگت سے متاثر ہو کر اسے اطمینان دلانے لگا۔ کیا پتا تھا مہتر مہ صرف سانپ کے نام سے اتنا ڈرتی تھیں اگر جو کہیں اصلی سانپ دیکھ لیا

تو پتہ نہیں کیا حشر ہوگا۔ پھر اس کے پیروں پر اس کی نظر پڑی تو حیران ہو کر بولا۔ تم ننگے پاؤں کیاں ہو؟

آپ نے اتنے بد تمیزی کی تھی میرے ساتھ کہ میں غصے میں ننگے پاؤں ہی نکل آئی۔ وہ اپنے پیروں کی رطف دیکھتی اسے اس کی بدسلوکی یاد دلانے لگی۔

میں نے بد تمیزی کی تھی؟ وہ حیران ہو کر بولا۔ لڑکی جھوٹ زرا کم ہی بولا کرو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گی۔ الٹا تم مجھے جنگلی، بیہودہ اور پتہ نہیں کیا کیا کہہ کر آئی تھیں۔ یہ تو میری اعلیٰ ظرفی ہے کہ میں پھر بھی تمہیں بلانے آ گیا ہوں۔ اس کی بات پر وہ نئے سرے سے تپ گئی۔

اچھا مجھے منحوس، مصیبت اور بلا کس نے کہا تھا؟ وہ باقاعدہ طعنے دینے کھڑی ہوگئی۔
اچھا چلو حساب برابر ہو گیا۔ کسی کا کسی ہر کوئی اھدار باقی نہیں رہا۔ میرا خیال ہے اب اس ٹاپک کو کلوز کر دینا چاہیئے۔ وہ جھڑا ختم کرنے لگا۔

خاموشی سے چلتے وہ خیمے تک پہنچ گئے۔ تشریف لائے میری نہایت قابل احترام اور بہت

اور کچھ چاہئے؟

ہاں ایسا کریں مچھلی کا اور مشرومز کا ایک ایک ڈبہ لے آئیں۔ سامان کا تفصیلی جائزہ تو وہ صبح ہی لے چکی تھی۔ وہ بڑی سعادت مندی سے دونوں چیزیں نکال کر لے آیا۔ اور خود ہی اوپر سے کھول بھی دیا۔

پاشا بوائے ہو گیا ہے اس کا پانی کہاں پھینکوں؟ وہ پوچھنے لگی تو وہ بولا۔

لاؤ میں باہر پھینک آؤں۔ وہ بڑا ہی اچھا بچہ بنا ہوا تھا شیا بھوک شدید لگ رہی تھی۔ وہ اس خدشے کے پیش نظر کہ وہ پانی سمیت سب کچھ ہی نہ پھینک آئے خود ہی پتیلی اٹھا کر باہر لے گئی وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ پھر جتنی دیر میں وہ مچھلی اور مشرومز کو نمک لگا کر فرانی کرتی رہی وہ اس کے پاس ہی کھڑا اسے بغور کام کرتا دیکھتا رہا۔ فرانی کیہوئی چیزیں اس نے پتلی میں ڈال کر مکس کی اور پلیٹ میں نکالنے لگی تو وہ خوب گہری سانس لیتا ہوا بولا۔

خوشبو تو زبردست آ رہی ہے۔ پلیٹ اس کے ہاتھ میں پکڑا کر اس نے اپنے لیے فرلینگ پین میں ہی پاشا نکال لیا کہ یہاں کپ، گلاس، پلیٹ، چمچ وغیرہ سب ہی چیزیں ایک ایک تھیں۔ وہ اپنی پلیٹ پکڑے کارپٹ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اپنے لیے پتی کے ڈبے سے چمچ نکال کر وہ بھی وہی اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔ وہ بڑی رغبت سے کھاتا رہا۔

بڑے دنوں برد کچھ ڈھنگ کی چیز کھانے کو ملی ہے وہ اس کے ہاتھ کے کپے کھانے کی تعریف کر رہا تھا۔ پلیٹ خالی ہوئی تو وہ اور نکال کر لے آیا جبکہ وہ کھاپی کر فارغ بیٹھی تھی۔

اور چھوٹی سی پتیلی نکال کر وہ دو باری چولہ کے پاس آکھڑا ہوا۔ اور وہیں پاس پڑے کین میں سے پانی ڈال کر ابلنے کے لیے رکھ دیا۔ پانی ابلنے لگا تو وہ پاشا کھول کر اس میں ڈالنے لگا۔ وہ اسے تو کنا چاہ رہی تھی کہ دو کوگوں کے لیے پورا پیکٹ بہت زیادہ ہے مگر پھر کچھ سوچ کر چپ سی ہو گئی۔ اس کے کام کرنے کا انداز بالکل اناڑیوں والا تھا اور وی سگھڑ اس کے پھوہڑ پن کو برداشت نہ کر سکی تو اس کے پاس آگئی اور بولی۔

آپ رہنے دیں میں بنا لیتی ہوں۔ جواب میں اس نے کندھے اچکائے اور بولا۔ موسٹ ویلکم یہ کام تو ویسے بھی میرے لیے دنیا کا مشکل ترین کام ہے ابھی اگر عبداللہ یہاں ہوتا تو اس کے ہاتھ کا پکا مزے کا کھانا کھا کر آپ کوش ہو جاتیں مگر افسوس وہ چولہے آگے سے ہٹ گیا۔ تھوڑے سے پانی میں اوپر تک پاشا بھرا ہوا تھا۔ بیچاروں کو ڈوبنے کے لیے چلو بھر پانی بھی نصیب نہ ہوا تھا اسے ہنستا دیکھ کر وہ حیران ہو رہا تھا۔

کیا ہوا؟

کچھ نہیں۔ وہ جواب دیتی اوپر اوپر سے تھوڑا سا پاشا نکالنے لگی پھر اس سے بولی۔

اگر آپ کی پرمیشن ہو تو آپ کے بیگ سے نمک لے سکتی ہوں؟

جودل چاہے لے لو بس جلدی سے کھانا کھلا دو تمہیں بہت ثواب ملے گا۔ پورے دن کا بھوکا پیاسا ہوں مزید کسر تم نے دو گھنٹے میں کروا کر پوری کر دی اسے جواب دیتا وہ خود ہی بیگ سے نمک نکال کر لے آیا اور پوچھنے لگا۔

وہ غمناک داستان مجھے سنائیں گی تو یقیناً خود بھی روئیں گی جبکہ پہلے ہی بیس پچیس لیٹر پانی آپ اپنے آنسوؤں سے بہا چکی ہیں۔

عجیب آدمی ہیں آپ۔ آپ کو میرے بارے میں کوئی تجسس ہی نہیں کہ میں کون ہوں کہاں سے آئی ہوں وہ چڑ کر بولی تو وہ پلیٹ رکھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔
میں بلاوجہ کی تجسس نہیں پالا کرتا اچھی لڑکی اب یہ بتاؤ کہ کافی میں بناؤں یا تم بانو گی؟ اس نے بات ہی بدل دی تو وہ کھڑی ہو گئی۔

میرے لیے بلیک کافی بغیر شکر کے۔ وہ فلور کشن پر نیم دراز ہوتا ہوا بولا۔
کپ اس کے ہاتھ سے لے کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اپنے لیے گلاس میں کافی لیے وہ دوسرا کشن گھسیٹ کت بیٹھ گئی۔ کافی کا پہلا گھونٹ لے کر وہ اس سے بولا۔
لڑکی اس میں کوئی شک نہیں کہ تم کافی اور کھانا دونوں ہی بہت اچھے بناتی ہو۔
میرا نام لڑکی نہیں ہے میں آیلہ ہوں۔ آیلہ اکرام۔ وہ اس مسلسل لڑکی کی گردن سے تنگ آ کر ٹوک گئی،

اوہ آیلہ اکرام میں بھی کتنا بھلکھو ہوں۔ حالانکہ اخبارات میں آئے دن آپکا تذکرہ ہوتا ہے اور پچھلے ہی دنوں تو بی بی سی والوں نے آپ کی بائیو گرافی نشر کی ہے۔ بس میرے زہن سے نکل گیا۔ چہرے پر سنجیدگی مگر آنکھوں سے جھانکتی شرارت ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اس کامزاق اڑا رہا ہے۔ آیلہ نے اس کے بعد اس سے کوئی بات نہ کی۔ کافی پی کر گلاس اٹھا کر میز پر رکھا

کیا ہوا تم اتنی جلدی کھا چکی؟ وہ حیران ہوا آخر کل اس کا ندیدہ پن اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

اور لو۔ کیا تکلف مین اتنا تھوڑا سا کھایا ہے؟ وہ شاید خلوص میں ہی کہہ رہا تھا مگر آیلہ کو لگا کہ وہ کل کے حوالے سے طنز کر رہا ہے۔
میں اتنا ہی کھاتی ہوں۔ شکریہ۔ اس کے جواب پر وہ کاموش ہو کر کھانا کھانے لگا تو اس نے سوچا کہ اسے اپنے حالات تفصیل سے سنا دینے چاہیے۔ تاکہ اسے پتہ چلے کہ وہ کوئی ایسی ویسی گئی گزری لڑکی نہیں ہے۔

کل تو میں پورے دن جنگل میں بھوکی پیاسی ماری ماری بھٹکتی پھر رہی تھی۔ لیلی کی تھرٹنگ نیچر نے ہم سب کو مروادیا۔ ہم لوگ تو اصل میں۔ وہ ابھی اپنی دساتان کا ڈھنگ سے آغاز بھی نہ کر پائی تھی کہ وہ اسے بڑی بوریت سے ٹوک گیا۔

ظاہر ہے کوئی ایکسیڈنٹ ہی ہوا ہوگا۔ شوق میں تو آپ یہاں پھر نہیں رہیں۔ لہذا اس زکر کو رہنے دیجئے۔ وہ دوسری مرتبہ اسے اپنے اوپر گزرے حالات کی تفصیل سنانے سے روک گیا تو وہ کچھ بد مزہ سی ہو گئی۔ اس کا پھولا منہ دیکھ کر وہ ہنس کر بولا۔

دیکھو لڑکی اس میں ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میں بڑا رقیق القلب واقع ہوا ہوں۔ کسی کی بھی تکلیف دیکھ نہیں سکتا اور آپ کی داستان غم تو یقیناً آہوں اور سسکیوں سے عبارت ہوگی۔ میرا اس وقت رونے دھونے کا کوئی موڈ نہیں ہے اور اس وقت جب آپ

چلے آئے تھے۔ اس کی چالاکی سے تنگ آ کر میرے سب دوستوں نے سرنڈر کر دیا اور چلے گئے۔ مگر میں نے کبھی ہار کا لفظ نہیں سنا مجھے نفرت ہے ہارنے سے۔ چنانچہ ان کے جانے کے بعد بھی اپنے مشن پر ڈٹا رہا۔ یہاں پاس کے گاؤں جانے کا اتفاق ہوا تو پتہ چلا کہ دو بچے اور ایک عورت اب تک اس کا لقمہ بن چکے ہیں۔ وہ گاؤں کے لوگوں کے لیے شدید قسم کا خطرہ ہے لہذا اس کا ختم کیا جان بہت ضروری ہے۔ اس روز وہ میرے شکنجے میں آ ہی گیا تھا مگر تم نے چیخ مار کر سارا کھیل بگاڑ دیا۔ آج بھی سارا دن میں اس کی تلاش میں مارا مارا پھرا مگر سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ امید ہے تم میری بات سمجھ گئی ہوگی۔ آئیلہ جواب میں خاموش لیٹی رہی تو وہ بولا۔

کچھ تو فرامیے آنسہ آئیلہ اکرام صاحبہ۔ اس کے نام پر خاصا زور ڈال کر بولا گیا تھا۔ میں نے آپ کی تمام تقریر بغور سن لی ہے محترم ہارون وقار احمد صاحب۔ وہ اپنے مخصوص چڑچڑے پن سے بولی تو وہ ہنس پڑا۔ گھپ اندھیرے میں اس کی شکل تو کیا نظر آتی لیکن ہنسی ہی سنائی دے رہی تھی۔

بہت خوب ویسے تم نے میرا نام کہاں سے معلوم کر لیا؟
ٹائمر نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں آپ کا تفصیلی انٹرویو شائع کیا تھا بس وہی سے میں نے معلومات کے یہ انمول خزانے حاصل کیئے۔ اسے ادھار رکھیں کا شوق نہیں تھا اس لیے بڑی بے نیازی سے جواب دیتی اسے چرانے کی کوشش کی تو وہ بے ساختہ بولا۔

اور واپس کشن پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہ جیسے اس کی خاموشی کو بھی انجوائے کر رہا تھا۔
میرا خیال ہے اب سونا چاہیئے۔ وہ کھڑا ہو کر جمائی روکتا ہوا بولا۔ پھر اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ اور ہلہ بڑھا کر لائٹ بھی بند کر دی۔ امیر جنسی لائٹ جس کو شادی چارچنگ کی شدید ضرورت تھی۔ گل ہوئی تو چاروں طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ اس نے کوئی چیز اس کی رطف اچھالی اور بولا۔ یہ لے لو۔

وہ جو ابھی تک ویسے ہی بیٹھی تھی ہاتھ لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کی اس نے کمبل اسے دیا ہے۔ دن میں تو موسم ٹھیک ٹھاک تھا مگر رات میں بڑی سردی ہو جاتی تھی۔ کل رات بھی وہ سار وقت سردی میں ٹھٹھرتی رہی تھی۔ پہلے تو اس نے تکلف کے مارے انکار کرنا چاہا پھر خیال آیا کہ یہ تکلف اسے ٹھنڈ میں مار دے گا لہذا آرام سے فلور کشن پر دراز ہو کر اس نے کمبل اپنے ارد گرد اچھی طرح لپیٹ لیا۔

اس کے کمبل میں سے بڑی پیاری اور سانسوں کو عمطر کر دینے والی خوشبو آ رہی تھی۔ پتہ نہیں وہ کونسا پرفیوم استعمال کرتا تھا۔ مگر اس کی خوشبو لا جواب تھی۔ وہ اس خوشبو کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی تو اس کی آواز آئی۔

میں تمہیں کل صبح ہی چھوڑ آتا۔ اپنے دوستوں سے لگائی ہوئی شرط اور اپنی شکست کو بھول کر مگر یہاں مسئلہ یہ ہے کہ اس کا شکار اب صرف میری ضد کا مسئلہ نہیں رہا۔ بلکہ کئی انسانی جانوں کے تحفظ کا بھی سوال ہے ہم لوگ تو صرف اس کی پھرتی اور چالاکی کا سن کر شکار کرنے

نیند آ گئی۔

اس کی آنکھ ہلکی تو وہ چولہے کے پاس کھڑا چائے پی رہا تھا وہی میز پر اس نے موم بتی جلا کر رکھی ہوئی تھی۔ ویونہی گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی جو سلائیٹس اور چائے جلدی جلدی حلق سے نیچے اتار رہا تھا۔ گیلے کھر بال بتا رہے تھے کہ صبح ہی صبح نہایا گیا ہے۔ گھڑی آج بھی کل کی طرح صبح کے ساڑھے چار بج رہی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کی گھسی جینز کے اوپر اس نے اہف سلیوز کی ٹی شرت پہنی ہوئی تھی۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پایا تو مسکرا کر بولا سو جاؤ۔ ابھی بہت صبح ہے۔ وہ جواب میں کاموش پڑی رہی۔ کپ وہیں رکھ کر وہ اپنے بیگ میں سے رائفل اور ریوالور نکالنے لگا۔ اس کے بعد شوز پہنے گھڑی باندھی اور باہر نکلنے لگا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

اگر ایک ہفتے تک وہ آپ کے قابو میں نہ آیا تو کیا آپ ہفتہ بھر یہیں رہیں گے۔

ایک ہفتہ کیا اگر وہ سال بھر ہاتھ نہ آیا تو پورا سال یہیں گزار دوں۔ وہ جواب دیتا باہر جانے لگا تو وہ پریشان ہو کر بولی۔

کچھ میرے حال پر رحم فرمائیے میرا کیا ہوگا۔

تمہارا کیا ہوگا۔ رہنا یہاں آرام سے۔ مجھ مزے مزے کے کھانے پکا کر کھانا اور ثواب دارین حاصل کرنا اچھا باقی باتیں واپسی پر ہوں گی۔ خدا حافظ۔ وہ اس کے پریشان حال چہرے پر تفصیلی نگاہ ڈال کر باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد نیند تو کیا آتی تھی جب تک وہ ہوتا تو ایک عجیب سے تحفظ کا احسا ہوتا۔ اور اس کے جاتے ہی وہ احساس ختم ہو جاتا۔

تم نے پڑھا تھا میرا انٹرویو۔ تب ہی میں کہوں تم مجھ سے اتنی ایسپریس کیوں رہتی ہو۔ وہ بڑی سنجیدگی سے بولا اور وہ اپنا وار کالی جاتا دیکھ کر چڑ گئی۔

ویسے تک چڑھی آپس کی بات ٹائمز الوں نے تو پتہ نہیں میرے بارے میں کچھ چھاپا تھا یا نہیں مگر تم کبھی سڈنی آ کر دیکھو میں وہاں پورے آسٹریلیا میں کتنا مشہور ہوں۔ وہس کے مقامی میگزینز میں اکثر میرے کالم اور انٹرویو چھپتے رہتے ہیں۔ ٹوی وی کے بہت سے پروگرامز کی میں کمپننگ کرتا ہوں۔ بڑا پاپولر ہوں میں وہاں۔ بہت فکر جس کے گرد لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ وہ اپنی قصیدہ خوانی میں لگا ہوا تھا۔

آپ کو اپنے منہ میاں مٹھو بننے کا زیادہ ہی شوق ہے۔ وہ اس کی اپنی تعریفوں سے چڑ کر بولی۔

آئیلہ خاتون یہ میاں مٹھو بننا نہیں کہلاتا بلکہ اسے خود شناسی اور اپنے آپ پر کانفیڈنس کہا جاتا ہے وہ اسے سمجھانے لگا۔

صرف آئیلہ ہوں میں۔ وہ پھر چڑ گئی۔ اور بائی داوے اسے کو دشنام نہیں خود پسندی کہتے ہیں۔ شب بخیر۔ اپنی بات ختم کر کے اس نے کروٹ دوسری طرف کر لی تو وہ بولا۔

صرف آئیلہ اگر یہ خود پسندی ہی ہے تب بھی کچھ غلط تو نہیں۔ شب بخیر۔ اندھیرا اتنا تھا کہ وہ نہ تو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ سکتی تھی نہ یہ پتہ چل رہا تھا کہ وہ اس کی طرف منہ کیونے لیٹا ہے یا دوسری طرف۔ آج دن بھر کے تمام واقعات سوچتے ہوئے اسے پتہ نہیں کب

کر کپڑے وال دیئے۔

دھوپ خاصی تیز ہے ابھی آدھے گھنٹے میں یہ کپڑے سوکھ جائیں گے۔ اس نے خود کو تسلی دی۔ وہ خیمے میں آ کر بیٹھ گئی اور کپڑوں کے سوکنے کا انتظار کرنے لگی۔ لاکھوہ یہاں موجود نہیں مگر اس کی اجازت کے بغیر اس کی چیزیں استعمال کریں اور اس کے کپڑے پہننے پر وہ خود کو چور محسوس کر رہی تھی۔ عین اسی وقت جیپ کے رکنے کی آواز سنائی دی تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اس کا دل چاہا وہ کہیں چھپ جائے یا غائب ہو جائے اسے بھی آج ہی جلدی واپس آنا تھا۔ وہ ایک دم کھڑی ہو کر جیسے اپنے چھپنے کی کوئی جگہ تلاش کرنے لگی اور وہ اس وقت اندر داخل ہوا۔ فطری سی بات تھی اس چھوٹے سے خیمے میں اس کی سب سے پہلے نظر اسی پر پڑی تھی۔ جبکہ وہ بالکل سامنے ہی کھڑی تھی۔ اس چھٹ سے بھی نکلنے ہوئے قد کے مالک مضبوط اور توانا مرد کے کپڑے اس کے دھان پان سے وجود پر کیسے ماسکتے تھے۔ جینز کے پانچوں کا پتہ نہیں کتنی دفع فولڈ کر کے اپنے ناہ کا بنایا گیا تھا۔ شرٹ کے کندھے بھی پتہ نہیں کہاں پہنچے ہوئے تھے۔ ہاف سیلون فل محسوس ہو رہی تھیں اور ٹی شرٹ کی لمبائی گھٹنوں کے قریب قریب ہی تھی۔ وہ اتنی بری طرح اب تک کی زندگی میں کبھی شرمندہ نہ ہوئی تھی جتنا اب ہونا پڑ رہا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا جو شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھی۔ اس میں تو اتنی سکت نہ تھی کہ اک نظر ہی اٹھا کر اس کی طرف دیکھ لیتی۔ وہ اسے نظر

وضو کر کے نامز پڑھی۔ ناشتہ کیا۔ سارا پھیلاوا سمینا او کارپٹ پر بیٹھ کر وقت گزارنے کی کوشش کرنے لگی۔

:کتنا گندہ حلیہ ہو رہا ہے میرا۔ کاش کوئی دوسرے کپڑے ہوتے تو میں بدل لیتی۔ اس کی نفاست پسند طبیعت پر اپنا یہ میلا کچھلا حلیہ بڑا گراں گزر رہا تھا، دھول اور مٹی میں اٹے تین دن کے پہنے کپڑے۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا اور وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔

اسے کیا پتہ چلے گا وہ تو شام کو آئے گا۔ تب تک تو میرے کپڑے سوکھ بھی گئے ہوں گے اور میں اسی حلیے میں نظر آؤں گی۔ اپنے آپ کو سمجھاتی وہ اپنے لیے شجر ممنوعہ کی طرف بڑھی۔ پہلے بیگ میں تو اس کے ریوالتور، کارتوس، خنجر، کیمرہ اور شکار سے متعلق دوسرا سامان تھا۔ دوسرے بیگ میں کپڑے دیبھک کر وہ ایکسٹنڈ ہو گئی۔

کپڑے اس طرح نکالنے ہیں کہ اسے پتہ نہ چلے کہ کوئی اس کے بیگ میں گھسا تھا۔ بڑی احتیاط سے اس نے اوپر رکھی گرے جینز اور ڈارک بلیو شرٹ نکالی وہیں کپڑے کے پاس اس کا صابن اور شیمپو بھی رکھا تھا۔ وہ بھی نکالا اور جھیل کہ طرف آ گئی۔ خوب اچھی طرح گھٹنوں تک رگڑ رگڑ کر پیر دھوئے۔ دو مرتبہ بالوں میں شیمپو کیا۔ کہاں وہ روز نہانے والی۔ اور کہاں یہ حال۔ خوب اچھی طرح منہ ہاتھ دھو کر وہ واپس خیمے میں آئی، کپڑے بدلے اس کے برش سے بال سلجھائے اور واپس جھیل پر آ کر جلدی سے اسی صابن سے اپنی کپڑے دھوئے۔ کپڑوں کو خوب اچھی طرح نچوڑا تا کہ جلدی سوکھ جائیں اور وہیں خیمے کے پاس سیتا دہ پتھر پر خوب پھیلا

دھو کر سکھائے اور پھر اس طرح طے کر کے انہیں بیگ میں کرھ دیا۔ آج کا تمام دن اسی مصروفیت کی نظر ہو گیا۔ کبھی ایک جوڑا دھل رہا ہے کبھی دوسرا، اس کام سے فارغ ہوئی تو سکون کا سانس لیا۔ جیسے کسی مصیبت سے چھٹکارا مل گیا ہو۔ کپڑوں کے مسئلے سے نجات ملی تو اس کی بے توجہی کی شکایت کرتے بولاں کی قسمت آخر کار جاگ اٹھی۔ بالوں کو بینڈ میں سلیقے سے جکڑا اور کاموشی سے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

چھ بجے کے قریب اس کی واپسی ہوئی تو وہ ابھی تک اسی طرح بیٹھی تھی۔ اندر آتے ہی اس نے بڑی بھرپور نظروں سے اس کا جائزہ لیا۔ آئیلہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ گہری نظروں سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔ نگاہوں کا زاویہ بدلتے وہ اس سے بولا۔

کیا حال چال ہیں صرف آئیلہ آپ کے۔ آج دن کیس اگڑا؟ وہ اس کی بات پر اپنے مخصوص انداز میں جڑ کر کچھ بھی نہ بولی۔ ویسے ہی چپ بیٹھی رہی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر شوز اتارنے لگا پھر اچانک کوئی بات یاد آنے پر جیسے کود پر افسوس کرنے لگا۔

میں بھی کتنا پاگل ہوں اس نے واپس شوز پہننے شروع کیئے تو وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

بہر زبردست قسم کے تیتروں کا شکار کے لایا ہوں انہیں بھون کر کھائیں گے۔ میں نے سوچا تم کو کنگ مین ایکسپرٹ ہو تم سے پوچھ لوں انہیں تیار کریں کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں۔ یہاں پاس ہی چھوٹا سا دیہات ہے۔ ویسے تو وہاں کئی قسم کی سہتیلیں نہیں ہیں مگر

انداز کرتا آگے بڑھا اور بیگ میں سر ریو اور اوکچہ دوسری چیزیں نکالنے لگا۔ دو تین منٹ میں وہ اس کام سے فارغ ہو کر پلٹا تو وہ ہنوز کسی بت کی طرح کھڑی تھی۔

تمہیں کسی نے سزا میں کھرا کیا ہوا ہے۔ بیٹھ جاؤ آرام سے۔ یہ میرا ریو اور تنگ کر رہا تھا تو میں دوسرا لین آ گیا۔ اس پر نگاہ ڈالتا وہ باہر نکلنے لگا پھر کچھ خیال آنے پر رک گیا اور اسے بولا۔

کل کی طرح بھوکی مت رہنا کچھ کھا لینا ٹھیک ہے۔ اس نے بمشکل سر اٹھا کر دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا بڑے عام سے انداز میں جیسے کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہی نہیں۔ بڑی دقتوں سے سر ہلایا کہ وہ جواب کا منتظر تھا۔ ہارون خدا حافظ کہتا جا چکا تھا اور وہ خود کو کوئی گری پڑی تھی۔

کیا سوچا ہو گا اس نے میرے بارے میں۔ اسے رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا۔ اس سے تو اچھا تھا میں اس سے پوچھ کر اس کے کپڑے لے لیتی وہ منع تو نہیں کرتا۔ کم از کم شرمندگی سے تو وہی بات اچھی تھی۔ مگر اتنی عقل ہوتی تو رونا کس بات کا تھا۔ اس کی ہدایت کے برعکس وہ بھوکی بیٹھی رہی۔ خود پر اتنا غصہ آ رہا تھا کہ کھانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ اس کے کپڑے سوکھ گئے تو اس نے جلدی سے اس کے کپڑے ایسے اتارے جیسے بہت بڑا گناہ کر رہی تھی۔ اپنا ریڈ اور بلیک پریمڈ کاٹن کا سوت پہن کر اس کی جان میں جان آئی۔ اس کے کپڑے اگرچہ آئیلہ نے تھوڑی دیر ہی پہنے تھے پھر بھی اخلاق کا تقاضا یہ تھا کہ انہیں دھو کر رکھا جائے۔ اس لیے کپڑے

آپ کہاں سے آ گئے، میں نے آپ کو اتنا دیکھا ہی نہیں وہ اب تک حیران تھی۔
 انہیں پتھروں پہ چل کہ آیا ہوں کہ آپ کے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے۔
 آپ کو ڈرنے سے فرصت ملت تو کہیں اور دیکھتیں نا وہ بڑے آرام سے شعر کا بے محل استعمال
 کر کے مسکرا رہا تھا۔ مجھے پتہ تھا ڈر کے مارے تمہاری حالت خراب ہے اسی لیے آ گیا، اب
 جلدی سے کچھ ہاتھ چلاؤ۔ بھوک لگ رہی ہے۔ اس کی بات پر وہ تیز رفتاری سے کام کرنے
 لگی جبکہ وہ اس کے برابر میں بیٹھ کر کنکراٹھا اٹھا کر جھیل میں پھینکتا رہا۔ دھلائی کا کام تمام ہوا تو
 واپس خیمے میں آ گئے۔ اور آیلہ نے جلدی سے تیتروں پر مسالہ لگانا شروع کر دیا وہ پتہ نہیں
 دوبارہ کہاں چلا گیا تھا آدھے گھنٹے بعد واپس آیا تو وہ بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی
 آپ کہاں چلے گئے تھے؟ اس نے بے ساختہ بڑی فکر مندی سے پوچھا تو وہ پتہ نہیں کس
 بات پر ہنس پڑا۔ اپنی بات کے جواب میں اس کی ہنسی آیلہ کو سخت زہر لگی۔
 ایسا میں نے کون سا لطیفہ سنا دیا جو موصوف کو اتنی ہنسی آ رہی ہے۔ وہ اس کے ناراض
 چہرے پر ایک نظر ڈالتا ہوا بولا۔

ایک دفع ایک انڈین دوست کے اصرار پر کہ ہمارے ہاں کی فلمیں بڑی زبردست ہوتی
 ہیں میں نے ایک انڈین مووی دیکھی۔ زندگی میں پہلی اور آخری دفعہ۔ وہ دوبارہ کچھ سوچ کر
 ہنس پڑا پھر اس کے سامنے کارپٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔

اس فلم میں ہوت کچھ یوں ہے کہ ہیرا اور ہیرائن ایک دوسرے سے بڑی شدید قسم کی

کھانے پینے کا سامن مل ہی جاتا ہے۔ اپنی بات ختم کر کے وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا
 تھا۔ آیلہ نے دو چار چیزوں کا نام بتائے تو وہ میں ابھی آدھے ایک گھنٹے میں آتے ہوں کہہ کر
 چلا گیا۔

وہ واپس آیا اور چیزیں اس کے ہاتھ میں پکرا کر خود پھر باہر نکل گیا تو وہ ابھی اس کے
 پیچھے باہر آئی۔ سامنے بیٹھا وہ بڑے ماہرانہ انداز میں تیتروں کا تیا پچا کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر
 بولا۔

اندر سے کوئی برتن لے آؤ تا کہ انہی دھولیا جائے اس نے حکم کی تعمیل کی۔
 میرا خیال ہے اس کام میں مجھ سے زیادہ ماہر ہوگی لہذا انہیں دھونے کی زحمت تم ہی کرلو
 اس نے برتن پکڑ لیا تو وہ خاموشی سے جھیل کی طرف جانے لگی۔ اسے یہ کہنے کی ہمت نہیں ہو
 رہی تھی رات کو وہاں جاتے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ وہ یقیناً مزاق اڑاتا کہ دو قدم پر جانے سے ڈر
 رہی ہے۔ دن بھر وہ اس جگہ کتنی دفع آئی تھی۔ مگر اب عجیب سا خوف محسوس ہو رہا تھا۔ پیچھے مڑ
 کر دیکھا تو وہ شاید اندر خیمے میں چلا گیا تھا۔ اس کا خوف دو چند ہو گیا۔ جو تھوڑی بہر ڈھارس تھی
 وہ بھی جاتی رہی۔

وہ کہاں دیکھ رہی ہو۔ میں یہاں ہوں اپنے بالکل قریب اس کی سرگوشی سنائی دی تو وہ چیخ
 پڑی۔

آئندہ اگر تم میرے سامنے چیخنا تو میں تمہارا گلا دبا دوں گا وہ اسے دھمکی دینے لگا۔

ہوتی ہوئی بولی تو وہ اس کے بات بدل دینے پر ہنس پڑا اور خود بھی کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

تم ان فلموں کی اس قسم کی باتوں پر یقین کرتی ہو؟

میں فلمیں نہیں دیکھتی۔ وی اس کی طرف دیکھے بغیر آگے بڑھ گئی۔ اور خواخواہ تیزروں کو الٹ پلٹ کرنے لگی۔

ابھی جب تم یہاں بیٹھی میرا انتظار کر رہی تھی مجھے برسوں پہلے دیکھی وہ فلم اچانک یاد آ گئی۔

وہ بھی اس کے پاس ہی آکت کھڑا ہو گیا تھا۔

میں آپ کا انتظار نہیں کر رہی تھی وہ بری طرح جڑ گئی۔

حد ہوتی ہے خوش فہمی کی بھی۔ وہ اس کی بات پر ہنس کر بولا۔

تمہیں نہیں لگتا کہ ہم دونوں گھر سے بھاگے ہوئے ان ہیرو ہیروئن کی طرح رہ رہے ہیں وہ اس کی بات پر جل کر بولی۔

لگتا ہے آپ بہت خوش ہیں۔

ارے تمہیں کیسے پتہ چلا۔ وہ حیران ہوا۔ وہ اس کی حیرت نظر انداز کر کے سنجیدگی سے

بولی۔

عام طور پر لوگ بے تحاشہ خوش ہو کر فضول اور بے تکی باتیں کرنے لگتے ہیں اس لیے۔ وہ

اس کی بات کا برا منے بغیر بدستور مسکراتا رہا۔

محبت کرتے ہیں مگر ظالم سماج ان کی راہ میں روڑے اٹکا دیتا ہے۔ آخر کار تنگ آ کر دونوں اپنا گھر چھوڑ دیتے ہیں اور ویران بیابان مگر سجد حسین اور پر فضاء جنگل میں آ جاتے ہیں۔ اب چونکہ وہ ہیرو ہیروئن تھیاور ڈائریکٹران پر بہت مہربان تھاس لیے تمام حالات اس کے حق میں ہوتے ہیں۔ ہیرو صاحب جو کالج میں لاپڑھ رہے تھے اچانک ایک آرکیٹیکٹ بن جاتے ہیں اور درختوں کی لکڑیاں کاٹ کر نہایت شاندار سا گھر تعمیر کرتے ہیں اس بارے میں ڈائریکٹر اور پروڈیوسر سمیت سب خاموش ہیں کہ دیگر بلڈنگ مینیجریل انہیں کہاں سے دستیاب ہوا۔ خیر جانب گھر بن گیا اور دونوں نے وہاں رہنا شروع کیا۔ ہیرو صاحب صبح سوریے جنگل میں لکڑیاں کاٹنے چلے جاتے ہیں اور ہیروئن بے چاری ان کے غم میں ایک غمگین سا گانا گا کر ان کے لیے مزے مزے کے پکوان تیار کرتی ہے۔ اس بارے میں سب کاموش ہیں کہ کھانے پینے کا سامان مہیا کہاں سے ہوتا ہے۔ بھی کہیں نہ نکلیں سے آ ہی جاتا ہوگا۔ ہم آپ کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والیے۔ اس وقت میں نے اپنے دوست سے کہا تھا کہ اتنی فضول اور بے تکی فلمیں اسی کو مبارک ہوں جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر۔ ایک جنگل میں خوش و خرم رہ رہے ہیں، باقی نہ بندہ ہے نہ بندے کی ذات۔

اس نے اپنی بات ختم کی تو آیلہ کو اپن چہرہ کچھ تپتا سا محسوس ہوا۔ وہ اتنا آؤٹ اسپوکن ہوگا اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

گوشت تو میری نیٹ ہو گیا ہے کیا چولہے پر ہی تل لوں۔ وہ اس کے سامنے سے کھڑی

اتنا شاندار ڈنر میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ یہ ڈنر تو مجھے ساری زندگی یاد رہے گا۔
گرما گرم بوٹی منہ میں رکھتے ہوئے وہ اس سے بولی تو وہ سینوں سے بوٹیاں اتارتا ہوا اس سے
بولا۔

ہمارے ساتھ رہو گی تو ایسے ہی مزے آئیں گے۔ پھر کچھ سوچ کر اس سے بولا۔
آج میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے بڑا چالاک بنتا تھا۔ تمہیں تو شاید پتہ نہ ہو بڑے
بڑے سورما اس کے شکار کی خاطر یہاں آ کر مایوس لوٹ چکے ہیں۔ یہ میرا اب تک کی زندگی کا
شاندار ترین کارنامہ ہے۔ جس کام کو بڑے بڑے پروفیشنلز نہ کر سکے وہ میں نے کر دیا۔ میرے
دوست تو خوشی سے پاگل ہو جائیں گے جب انہیں میری کارکردگی کا پتہ چلے گا۔ وہ بے حد خوش تھا
۔ مسرت کے بے پایاں احساس سے اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا اس کی بات پر وہ بھی کوشی سے اچھل
پڑی اور بولی۔۔

اس کا مطلب ہے اب آپ مجھے چھوڑ آئیں گے وہ اس کے چہرے پر ایک تفصیلی نظر
ڈالتا ہوا۔

تمہیں چھوڑنے کا کیا مطلب ہے تمہیں کیا لگتا ہے میں ابھی یہاں مزید قیام کروں گا
بھت کچھ دیر وہ کوئی بات سوچتا رہا اور اس سے بولا۔

میں تو ابھی رات میں ہی جانا چاہ رہا تھا مگر مسئلہ تمہارا ہے۔

کیوں میرا کیا مسئلہ ہے؟ وہ اس کی بات سمجھے

تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے اب جلدی سے اپنی زبان کو کنفرم کراؤ یہ بتا کر کہ میں کس
بات پر خوش ہوں۔

آپ کی خوشی کا ذریعہ تو غالباً ان چیتوں اور شیروں تک ہی محدود ہے۔ ان ہی سے متعلق
کوئی بات ہوگی۔ اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

مان گئے بھی تمہاری زبان کو۔ اب جلدی سے یہ اٹھا کر باہر چلو۔ وہاں میں نے تمہاری
دعوت کا سارا رنجمنٹ کیا ہوا ہے۔

وہ اسے سراہتا برتن کی طرف اشارہ کرنے لگا۔ تو وہ مسالہ لگے تیتروں کو اٹھا کر اس کے
پچھت باہر نکل آئی۔ خیمے سے کچھ فاصلے پر اس نے لکڑیاں جلا رکھی تھیں سینوں سے ملتی عجیب و
غریب شدہ پتہ نہیں کہاں سے ڈھونڈ لایا تھا

کبھی تم نے اس قسم کا ڈنر کیا ہے؟ وہ سینوں پر بوٹیاں چڑھاتا ہوا بولا۔ تو اس نے نفی میں
سر ہلا دیا۔ پھر خود بھی اس کی مدد کرنا لگی۔ گوشت کے بھننے کی خوشبو اور لکڑیوں کے جلنے کی
مخصوص مہک نے ماحول کو خوبصورت بنا دیا۔ درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے وہ دونوں جیسے کوئی
پکنک منار ہے تھے۔ کچھ دیر کو تو وہ یہ بھی بھول گئی کہ وہ کن پریشاکن حالات کا شکار ہے اور یہ کہ
اس کے گھر والے اس کے لیے کس قدر فکر مند ہوں گے۔ چودھویں کے چاند نے اپنی تمام
روشنی جیسے یہیں نچھاور کر دی تھی۔ ماحول کا اثر تھا یا وہ تیز واقعی بہت مزیدار تھے وہ فیصلہ نہ کر
پائی اور اس سے بولی۔

آگئی۔ کچھ دیر بعد وہ بھی اندر آیا۔ آیلہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔

اٹھو یہاں سے۔ اسے اٹھنے کے لیے کہا گی اتو وہ خاموشی سے اٹھ گئی۔ اس کے بٹے ہی اس نے پنے سنگل بیڈ کو جو بوقت ضرورت صوفے کا کام بھی دیکتا تھا فولڈ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے پائے فولڈ کیئے۔ میٹر ساسی میں جو اسن تھا۔ بیڈ فولڈ ہونے کے بعد کسی چھوٹے سے سوٹ کیس جیسا ہو گیا۔ وہ سامنے کھڑی بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

میرا خیال ہے تم یہاں مہمان بن کر کھڑے رہنے کے بجائے میرا ہاتھ بنا دو تو ہم جلدی روانہ ہو سکیں گے کرسی فولڈ کرتا وہ اس سے بولا تو آیلہ کچن کی طرف آگئی۔ اور برتن وغیرہ سمیٹنے لگی۔ کھانے پینے کا تمام سامان اور برتن اس نے بیگ میں بھر کر بند کر دیا۔ اور ٹیبل کے پاس آ کر کتاہیں اور دوسرا سامان اٹھا کر اس سے پوچھنے لگی۔ یہ چیزیں کہاں رکھوں؟

یہ سامنے والی بیگ میں ڈال دو۔ اس نے کام کرنے کت دوران جواب دینے کی فرصت نکالی۔ وہاں موجود ساری ہی سامان پور ٹیبل تھا اس لیے ہر چیز چھوٹے چھوٹے سائڈ میں کنورٹ ہو گئی۔ وہ چیزیں اٹھا کر جیب میں رکھ کر آنے لگا۔ تیسرا چکر لگا کر واپس آیا تو وہ ہاتھ میں اس کی شرٹ لیے کھڑی تھی۔

کیا ہوا؟ اسے یوں کھڑا دیکھ کر وہ بولا۔ اس نے جواب دینے کے بجائے دونوں چیزیں اس کی طرف بڑھا دیں۔

یہ رکھ لیں۔ اسے خاموش کھڑا دیکھ کر وہ بولی۔

بغیر بولی۔ وہ کوئی جواب دیئے بغیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تو وہ مزید بولی۔

ابھی چلیں نا۔ میری وجہ سے آپ کو کوئی پرالہم نہیں ہوگی۔ میں وعدہ کرتی ہوں آپ کو بالکل پریشان نہیں کروں گی وہ اسے چلنے کے لیے اکسانے لگی تو وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔

پاگل ہوں۔ پتہ نہیں تمہارے گھر والوں نے اپنی اتنی کوڑ مگر بیٹی کو اتنے خطرناک جنگل میں کیسے بھیج دیا۔ اس کی بات پر وہ حسب عادت جڑ جڑے پن سے بولی۔

پھر اگر ساری بات سنانے کی کوشش کروں گی تو سنیں گے نہیں لیکن میرے بارے میں اس طرح کی فضول الزام تراشیاں کرنے سے برائے مہربانی گریز فرمائیں۔ اس کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور بولا۔

اچھا تم دل چھوٹا نہ کرو چلو سناؤ اپنی المناک داستان میں تمہاری بات مکمل خاموشی سے سنوں گا۔ اس کا شرارتی لہجہ اس کا خون کھولنے لگا تو وہاں سے کھڑی ہو گئی اور پیچھے سے اس کی آواز آئی۔

دیکھو ابھی میں نے تمہی اتنا مزیدار ڈنر کروایا ہے یوں جل کس کر کھلایا پیا ضائع نہ کرو۔ ورنہ تمہارے گھر والے مجھے الزام دیں گے کہ کیسا بد اخلاق میزبان تھا۔ ہماری بیٹی کو ڈھنگ سے کھلایا پلایا بھی نہیں۔ بے چاروں کو یہ نہیں پتہ ہوگا کہ اس میں بے چارے میزبان کا قصور نہیں خاتون ہی جڑ جڑے پن کی پرانی مریضہ لگتی ہیں۔ وہ بنا کوئی جواب دیئے اندر خیمے میں

پھر چنیں تم۔ میں نے منع کیا تھا نا۔ وہ اس پر ناراض ہونے لگا۔
یہ بھی ہمارے ساتھ جائے گا۔ میں اس کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی۔ وہ جیپ سے دو چار
قدم پیچے ہٹی ہوئی بولی۔

نہیں جاؤ گی تو مت جاؤ۔ رہو یہیں۔ میں تو جا رہا ہوں۔ وہ اپنی روایتی روڈ لہجے میں بولا
اور جیپ اسٹارٹ کرنے لگا۔

آپ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں وہ بھی اس منحوس کی خاطر۔ وہ وہیں کھڑے کھڑے چلائی
۔ نظریں بدستور اسی منحوس پر تھیں جو اپنے کچم شحم وجود سمیت پچھلی طرف پڑا ہوا تھا، لگتا تھا سے
بمشکل جیپ میں گھسیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا آدھا دھڑ سیٹ ہر آدھا سیٹ سے نیچے پڑا تھا۔

تمہیں آنا ہے تو آؤ ورنہ میں جا رہا ہوں۔ وہ اسے وارننگ دینے لگا تو آئیلا نے بڑی
مشکل سے قدم جیپ کی طرف بڑھائے۔ اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ایک نظر دو براہ
اس پر ڈالی۔ اور ہارون کی طرف بڑی بے بسی سے دیکھتی ہوئی بولی۔

یہ مر گیا ہے نا۔ آپ نے ٹھیک طرح چیک کر لیا۔ کہیں ایسا نہ ہو یہ مکاری کر رہا ہو۔ جیپ
کا دروازہ پکڑے وہ باقاعدہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ وہ جیسے زچ ساہو گیا۔ اپنے غصے کو دباتے
بڑی مشکل سے نرم آواز میں بولا۔

آئیلا کیوں ٹائم ضائع کر رہی ہو جلدی بیٹھو۔
کوئی جائے فرار نظر نہیں آ رہی تھی پتہ تھا وہ اپنے چہیتے کو کبھی خود سے جدا نہ کرے گا اس

تم خود ہی رکھ دو۔ اس نے بے نیازی سے جواب دیا تو وہ جھجکتی اس کے بیگ میں
چیزیں رکھنے لگی۔

تمام چیزیں رکھ دی گئیں وہ اب آخر میں خیمہ اکھاڑ رہا تھا۔ آئیلا باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔
سامنے موجود اس گھنے اور اونچے درخت کو دیکھ کر وہ اس کی طرف آ گئی۔ وہ خیمہ اکھاڑ کر جیپ
میں رکھ چکا تو اس کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ وہ سامنے درخت کے پاس کھڑی پتہ نہیں کیا کر
رہی تھی۔ ہارون اس کے پاس چلا آیا اس کی آمد سے بے خبر وہ درخت پر اپنا نام کھود رہی تھی۔
تمہارا کیا دوبارہ کبھی یہاں آنے کا ارادہ ہے۔؟ وہ اس کی پشت پر کھڑا پوچھ رہا تھا۔

پتا نہیں۔ لیکن میرا دل چاہ رہا ہے کہ بہت سالوں بعد جب کوئی یہاں سے گزرے تو
اس درخت پر میرا نام دیکھ کر ایک لمحے کو میرے بایر میں سوچے۔ وہ اے کو گہرا کرتی ہوئی بولی۔
بڑے رومنیٹک خیالات ہیں میں نے تو آج تک ایسے نہیں سوچا ورنہ اب تک انڈیا،
برازیل آسٹریلیا، افریقہ اور پتہ نہیں کہاں جنگلات میں مختلف درختوں پر میرا نام کھدا ہوتا۔
ویسے آئیڈیا برا نہیں ہے لاؤ میں بھی اپنا نام لکھوں۔ پھر اس کے نام کے نیچے ہی اس نے بڑا بڑا
بلاک لیٹرز میں اپنا نام لکھا۔ اس کام سے فارغ ہوا تو ہاتھ جھاڑتا ہوا بولا۔

چلیں اب؟

ہاں چلیں۔ وہ جواب دیتی آگے بڑھ گئی۔ جیپ کے پاس پہنچی تو پیچھے پڑیاں موٹے
تازے شیر کو پڑا دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی۔

نظر اس پر ڈال کر بولی۔

وہیے تو مجھے نیروبی جانا ہے مگر آپ کو جہاں سہولت ہو مجھے چھوڑ دیں۔ وہ اس کے تکلف برتنے پر ہنس پڑا اور بولا۔

اچھا تو آپ نیروبی میں رہتی ہیں وہ اس کی ہنسی پر کچھ حیران ہوئی اور بولی۔

آپ کا سینس آف ہیومر بڑا عجیب ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ شاید لیلی میری جگہ ہویت تو آپ کی کمپی کو خوب انجوائے کرتی۔ وہ تو اگر یہاں آ جاتی سب گھر والوں کو بھول بھال آپ کے ساتھ شکار کھیلنے نکل کھڑی ہوتی۔ ایسی ہی ہے وہ نڈرا اور ایڈوینچر کی شلیق لیلی کے ذکر کے ساتھ ہی اسے ان دونوں کی فکر ستانے لگی۔

یا اللہ وہ لوگ خیریت سے ہوں وہ بغور اس کے اداس اور فکر مند چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے پل پل بدلتے موڈ کے تمام اسرار و رموز اس پر واضح تھے اس لیے اس کا موڈ بدلنے کی خاطر بولا۔

اتنی اچھی اور خوبیوں کی مالک لڑکی سے آپ کا کیا تعلق ہے۔ آپ کی دوستیں تو آپ کی طرح بزدل اور بیوقوف ہونی چاہئیں۔ اپنے بارے میں ان کمٹنس کا برا مانے بغیر اسے لیلی کے بارے میں بتانے لگی۔

وہ اگر یہاں ہوتی تو اس شیر پر پاؤں رکھ کر سب سے پہلے تو تصویر کھینچواتی پھر ہاتھ پھیر کر اس کا تفصیلی جائزہ لیتی۔ وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی۔ بڑے بلند ارادے ہیں اس کے۔ ویسے تو

لیئے خود کو گھسیٹی جیب میں بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے پر اس نے با آواز بلند خدا کا شکر ادا کیا۔ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ وہ اس کی بات سے بے نیاز تر چھی نظروں سے پیسے دیکھ رہی تھی۔ دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے دیکھنا بھی نہ چاہ رہی ہو اور دیکھ بھی رہی ہو۔ وہ اس کے اتنے خوف زدہ ہونے پر قابل رحم نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

اب کیا میں حلف اٹھا کر کہوں کہ یہ مر چکا ہے۔ کیوں مرحوم کی روح کو گھور گھور کر تکلیف پہنچا رہی ہو وہ اس کی مسلسل ترچھی نگاہوں سے تنگ آ کر بولا تو وہ بڑے ناراض انداز میں اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا اسے میرے اوپر ترجیح دے کر آپ نے میری انسلٹ کی ہے۔

یہ بات آپ نے اگر اس معصوم جانور کے بجائے کسی خاتون کی شان میں کہی ہوتی تو میں آپ سے معذرت کرتا اور شاید آپ کی بوت کو انجوائے بھی کرتا وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ آیلہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔ پھر اس کی طرف سے نظریں ہٹا کر ونڈ اسکرین پر مرکوز کرتا ہوا بولا۔

مجھے اپنی منزل پر پہنچنے کی بڑی جلدی ہے ویسے کچھ طریقے میں نے اس پر اپلائی کئے ہیں کہ اس کی لاش سڑے نہیں مگر پھر بھی مجھ سے جلد سے جلد اپنے دوستوں کو جوائن کرنا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں جانا کہاں ہے؟ اس کی بات کے جواب میں وہ ایک

اس کی بات کے جواب میں وہ طنز یہ انداز میں بولا۔

میرے پیچھے کوئی رونے والا نہیں ہے اس لیے میں جو جی چاہے کر سکتا ہوں۔ وہ اس کے لہجے کی تلخی پر متعجب ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

شاید میں نے کوئی غلط بات کر دی جس سے یہ ہرٹ ہوا ہے۔ وہ قیاس آرائیاں کرتی چپ بیٹھی رہی۔

وہ بڑی تیز رفتاری سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ شاید وہ اس کی ذمہ داری سے جلد از جلد عہدہ برا ہونا چاہتا تھا۔ اس کی طرف سے کا تعلق وہ راستے پر نظریں جمائے جیپ دوڑا رہا تھا۔ آئیلہ چاروں طرف پھیلے سنائے اور اس وحشت زدہ ماحول سے نظریں چرائے اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ کتنی ویرانی اور وحشت ہے اس جگہ پر، اگر یہ ساتھ نہ ہوتا تو میں کب کی اللہ کو پیاری ہو گئی ہوتی۔ وہ اپنے آپ سے باتیں کرتی وقت گزارنے لگی۔

اسی وقت جیپ اسیک زوردار جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ اس کا سر سامنے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ اسے دروازہ کھول کر باہر نکلتے دیکھ کر وہ اس سے پوچھنے لگی۔

کیا ہوا؟

شاید جیپ میں کچھ پرالیم ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ مکمل جواب دے جائے میں اتر کر چیک کر لوں۔ وہ شاید جیپ کے مزاج دکھانے پر کچھ بے زار سا ہو گیا تھا۔ ایک ہاتھ میں ٹارچ پکڑے وہ انجن پر جھکا فالٹ تلاش کر رہا تھا۔ آئیلہ اسکی مدد کے خیال سے باہر نکل آئی اور بغیر

وہ خلاء باز بننا چاہتی تھی گرچہ جان تھوڑی کنزرویٹو خیالات کی مالک ہیں اس لیے اس کا یہ شوق پورا نہ ہو سکا۔ وہ پانی کا میاب کوشش پر مسکراتا ہوا بولا۔

کہاں پانی جاتی ہیں یہ لیلی اصولاً تو اسے کسی جنگل میں ہی پایا جانا چاہیے۔ ویسے اس لیلی کو اب تک اپنا فیس مل چکا ہے یا نہیں۔ مجھے تو صرف سن کر ہی ان خاتون سے ملنے کا شدید شوق پیدا ہو گیا ہے۔

وہ برجستہ بولی۔

منہ دھور کھینے اس کا نکاح ہو چکا ہے اس کے لہجے ہر وہ بیساختہ نس پڑ اور لہجے میں افسوس شامل کرتا ہوا بولا۔

افسوس میں لیٹ ہو گیا۔ کچھ دیر دونوں طرف خاموشی چھائی رہی۔ باتوں میں لگ کر اس کا دھیان شیر سے ہٹ چکا تھا وہ اس کی طرف سرسری نظر ڈال کر بولا۔

نہیں آ رہی ہے تو سو جاؤ اپنے لیے اس کے لہجے میں موجود خلوص پر اس کا دل خوش ہو گیا۔ نہیں ابھی تو نیند نہیں آ رہی اس کی بات کا جواب دے کر ایک آدھ سیکنڈ کی خاموشی کے بعد وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

آپ کے گھر والے آپ کو اتنے خطرناک کاموں میں گھسنے کی اجازت کیسے دے دیتے ہیں۔ ایسا خوفناک شکار جس میں جان جانے کے اتنے چانسز ہوں۔ میرے تو بھیا نے جس دن آرمی جوائن کی تھی امی نے رو رو کر گھر سر پر اٹھالیا تھا جیسے ابھی جنگ چھڑنے والی ہے۔

کر دیا تو مطلب منع کر دیا سمجھیں۔ جیپ میں بیٹھو۔ اس کے اتنے غصے اور ناراضگی بھرے انداز پر وہ سہم کر جیپ میں بیٹھ گئی تو وہ اس کے پاس آیا اور بولا۔

دروازہ لاک کر کے اور شیشے چڑھا کر بیٹھو۔ جب تک میں واپس نہ آ جاؤں تم نے باہر نہیں اترنا، کسی بھی صورت میں انڈر اسٹینڈ۔ آرام سے بیٹھو خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ سامنے جو ڈھلوانی راستہ ہے بس وہاں سے اتر کر چشمہ ہے میں ابھی پانچ منٹ میں واپس آ جاؤں گا۔ وہ اسے ڈرا دھمکا اور تسلی دے کر آگے بڑھ گیا، تیز قدموں سے جیسے جلد سے جلد واپس آنا چاہتا ہو۔ آئیلہ نے ایک نظر پیچھے پڑے اس درندے پر ڈالی تو ایسا لگا وہ اپنے لال آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا ہے اور ابھی اس پر جھپٹ پڑے گا۔ اس کی طرف سے زہن ہٹانا چاہا تو ایسا لگا ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی بھوت آ کر بیٹھ گیا ہے اور اپنے پنچے اس کی طرف بڑھا رہا ہے۔ وہ بے اختیار اسکی ہدایت نظر انداز کرتی نیچے اتر آئی۔

چاہے کچھ ہو جائے میں یہاں اکیلے نہیں بیٹھ سکتی وہ خود سے کہتی اس طرف نہ گئی جہاں اسے جاتا دیکھا تھا، دو چار قدم چلنے سے ہی انداز ہو گیا کہ وہ اسے ساتھ چلنے سے کیوں منع کر رہا تھا۔ اونچا نیچا خاصا پر خطر راستہ تھا۔ مزید یہ کہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ صرف چاند کی قدرت روشنی ہی تھوڑی بہت راہنمائی کر رہی تھی۔ دو تین دفع وہ ٹھوکر کھا کر گرتے گرتے پہنچی۔ خود کو کسی چوٹ کے لگنے سے بچانے کے لیے وہ ابیں اس چٹان نما پتھریلی زمین پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔ اچانک اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ایسا لگا جیسے بہت سے

کچھ کہے مارچ اس کے ہاتھ سے لے لی۔ وہ کیا چیک کر رہا تھا کس چیز کو چیک کر رہا تھا وہ نہ جانتی تھی اور نہ جاننے کا اسے شوق تھا۔ اس کی دلچسپی تو اس بات میں تھی کی کسی طرح بس جیپ ٹھیک ہو جائے۔ اور وہ اس اجاڑ ویران جگہ سے رخصت ہو۔ اپنے خیالات اس سے شیر بھی نہیں کر سکتی تھی ورنہ اسے بتاتی کہ اتنے اجڑے بیابانوں میں روہیں بسیرا کھتی ہیں اور آپ لاکھ بہادر ہوں مگر ایک بدروح کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ اپنے خیالات سے خائف ہوتی وہ اس کے کچھ اور قریب ہو گئی تو وچڑ کر بولا۔

کہاں گھس رہی ہو دو رہٹ کر کھڑی ہو اس کے ناراض لہجے سے ڈر کر فوراً دو رہ گئی۔ دس پندرہ منٹ انجن کے ساتھ مغز ماری کر کے وہ اس سے مخاطب ہوا،

فالت میں نے ٹھیک کر دیا ہے اب کوئی پرالیم نہیں بس صرف تھوڑا سا پانی چاہیے، چلتے وقت مجھے خیال نہ آیا کہ چیک کر لوں۔ ویسے فکر کی بات نہیں ہے یہاں سامنے ہی ایک چشمہ ہے میں وہاں سے پانی لے کر آتا ہوں تم جیپ میں بیٹھو۔ وہ ہاتھ میں کین پکڑ کر جانے لگا تو وہ فوراً بولی۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی یہاں اکیلے مجھے ڈر لگے گا۔ وہ اس کی بات پر جھلا گیا۔ بیوقوفی کی باتیں مت کرو۔ می کہیں دور نہیں جا رہا یہاں بالکل قریب ہی۔

نہیں میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ ضدی لہجے میں کہتی وہ اسے زہر لگ رہی تھی۔ پاگل ہو گئی ہو یہاں کہ اساتہ اتن اخطرناک اور ناہموار ہے گر گر جاؤ گی۔ اندھیرا بھی اتنا ہے میں پانی لاؤں گا یا تمہیں سنبھالوں گا اب کوئی ارغومٹ نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے منع

منظر دیکھ کر اس کا خون کھال اٹھا۔ تیز قدموں سے وہ اس طرف بھا تو حبشی نے آیلہ کو چھوڑ دیا یوں جیسے تم سے ابھی بات کریں گے پہلے اس سے نپٹ لیں۔ اس کے ایک دم چھوڑ دینے سے وہ زمین پر گر پڑی تھی۔ مگر اس وقت افتاد ایسی پڑی تھی کہ اپنی چوٹ و وٹ سب کچھ بھول کر وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔ سامنے ہی وہ کھڑا نظر آیا تو وہ بھاگ رک اس کے پس آ گئی اور اس کے پیچھے چھپ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ چاروں اپنے مضبوط ڈیل ڈول کے ساتھ کھڑے جیسے اس کا مزاق اڑا رہے تھے کہ آؤ اگر ہمت ہے تو مقابل کرو۔ اپنی فیض مضبوطی سے پکڑ کر کھڑی آیلہ وک اس نے جھٹکے سے دور ہٹایا۔ اپنے اتنے بیدردی سے جھٹکے جانے پواس کے سوائے حواس جیسے جاگ اٹھے۔ اسے ایسا لگا جیسے ابھی وہ اسے ان لوگوں کے حوالے کر کے ہاتھ جھاڑتا چلا جائے گا۔ اسے آخر کیا ضرورت ہے اس کی خاطر پانی جان خطرے میں ڈالنے کی۔ ان کا اپس میں نہ کوئی خونی رشتہ ہے ناجز باقی ایک ایسی لڑکی جسے اس نے ترس کھا کر اپنے پاس پناہ دے دے تھی اس قابل تو نہیں ہو سکتی کہ اس کی خاطر اپنی جان پر کھیلا جائے۔ ہاں یہ کوئی فلمی سچویشن نہیں ہے کہ ہیرو ہیروئن کو بچانے کے لیے دس بیس غنڈوں کا جہنم واصل کر دے۔ وہ ان میں سے کسی کی بھی طرف نظر ڈالے بغیر اندھا دھند بھاگنے لگی۔

اتنی بے وقعت نہیں ہوں کہ مال غنیمت کی طرح مجھے تقسیم کیا جائے۔ وہ اپنی تمام طاقت بروئے کار کا کر بھاگ رہی تھی۔ اس کے کان اس وقت کوئی آواز نہیں سن رہے تھے اسے نہیں پتہ تھا وہ لوگ آپس میں کیا بات کر رہے ہیں یا نہیں اسے خود کو بچانا تھا ہر قیمت پر، دو تین مرتبہ

لوگ چل رہے ہوں۔ اس نے خوفزدہ ہو کر مڑ کر دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔ وہ چار حبشی نما انسان تھے شاید افریقی تھے۔ ان کے لمبے مضبوط جسم بتا رہے تھے کہ وہ کوئی شکاری ہیں اس کی طرف لمحہ بہ لمحہ بڑھتے، وہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لائین تھی۔ چاروں کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ وہ ابھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک قدم بھی نہ بڑھ پائی تھی کہ ان میں سے ایک برق رفتاری سے اس کی رطف بڑھا جبکہ باقی پیچھے کھڑے ہی اس کی بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہتے تھے۔ اس نے اپنے ہاتھ پاؤں سے جان نکلتی محسوس کی۔ ایسی کوئی بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔ اسے لگا کہ وہ نہ ایک قدم آگے بڑھ سکتی ہے نہ چیخ کر اسے آواز دے سکتی ہے۔ وہ اس کے قریب آ کر پتہ نہیں کس زبان میں اس سے کچھ بولا۔ اور اسے اپنی طرف گھسیٹا، اس کے شانوں پر مضبوطی سے ہاتھ کمائے وہ اسے گھسٹ رہا تھا۔ آنکھوں سے ہوس اور بربریت کے شعلے لپک رہے تھے۔ اسنے پوری طاقت صرف کر کے خود کو اس کی گرفت سے چھڑانا چاہا مگر اس کی آہنی گرفت کے آگے اس کی کوشش معنی نہ رکھتی تھی۔ پتہ نہیں کہاں سے اتنی طاقت آئی تھی کہ وہ بلند آواز میں چیختی تھی۔ ہارون، ہارون بچاؤ۔ چورتک اس کی چیخ گونجی تھی ساتھ ساتھ وہ خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔ وہ جو پانی بھر رک واپس آنے کے لیے مڑ رہا تھا۔ اس کی چیخ پر بری طرح بوکھلا گیا پانی کا کین ہاتھ سے چھوڑ کر وہ بھاگتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ جاتے وقت جو راستہ اس نے پانچ منٹ میں طے کیا تھا اس وقت کچھ سیکنڈوں میں عبور کر کے اوپر آیا تو یہاں کا

ایک بھپور اور زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔

جب میں نے منع کیا تھا تو تم گاڑی سے اتری کیوں۔ بولو جواب دو۔ وہ جیسے بالکل آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا۔ اپنی سرخ شعلے برساتی نگاہوں سے اسے گھورتے وہ غصے میں پاگ لہو رہا تھا۔

تمہاری مسجد میں کسی کی بات نہیں آتی۔ صرف تمہاری وجہ سے رات کا سفر کرنے سے اس لیے ڈر رہا تھا

مگر تم ایک نیچس لڑکی ہو جسے نہ اپنی جان کی پرواہ ہے نہ کسی اور کی وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔ اسے اتنے شدید غصے میں اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اتنی دیر کی اعصاب شکن صورتحال اسے بالکل نڈھال کر چکی تھی وہ اس پر چیخا اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔ وہ بے اختیار آگے بڑھی اور اس کے بازو پر سر نکاتی پھوٹ پھوٹ کر رون یلگی تو وہ چپ سا ہو گیا۔ اس نے نہ اسے تسلی دی نہ برا بھلا کہا نہ رونے سے روکا اور نہ اپنے بازو پر رکھا اس کا سر ہٹایا۔ وہ بس خاموش کھڑا تھا۔ وہ پتہ نہیں کتنی دیر روتی رہی۔ رونے کی شدت میں کمی آئی اور آواز صرف سسکیوں تک رہ گئی تب بھی ہو خاموش کھڑا رہا۔ اسے شاید خود ہی اپنی اس بیاختیاری کا اندازہ ہوا تو ہیکھے ہٹ گئی۔ ایک نظر اس پر اور اس ایک اپنی بھیگ آستین پر ڈالتا وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر تیز قدموں سے واپس اس راستے کی طرف جانے لگا۔ وہ اس کے ساتھ گھسٹی جا رہی تھی۔ اس کے وجود کا سار بوجھ جیسے اس نے اٹھایا ہوا تھا۔ وہ صرف کھسٹ رہی تھی۔ پتھر میں اڑا دو پٹہ اس نے جھک رک اٹھایا اور

ٹھوکر کھا کر گری مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ بھاگتے بھاگتے وہ پتہ نہیں کتنی دور اگئی تھی۔ اونچا نیچا پتھر یلا راستا اسے جگہ جگہ سے زخمی کر گیا تھا۔ پاؤں شل ہو گئے تھے۔ سانس پھول گیا تھا۔ اسے ایسا لگا اب وہ مزید ایک قدم نہیں چل سکتی۔ بمشکل خود کو سمبھالتی وہ ایک اونچے ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئی۔ اور بڑی شدتوں کے ساتھ اپنے رب کو پکارنے لگی۔

یا اللہ عزت سے بڑی کوئی چیز نہیں مجھے بچالے ان درندوں سے میرے گناہ معاف کر دے وہ سانس تک روک کر بیٹھی تھی۔ پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے دو چار انسانی چیخوں کی آواز سنی دو چار فارغ بھی ہوئے۔ سنائے کو چیرتی تمام آوازیں وہ مغور سن رہی تھی،

کیا وہ مجھے چھوڑ کر نہیں گیا۔ کیا وہ میری عزت و آبرو بچانے کے لیے رک گیا ہے۔ اس نے ایک لمحے کو سوچا مگر پھر مایوسی میں گھر گئی۔ اس کا بات کا فیصلہ کیسے ہو کہ کون فاتح رہا او کون مفتوح اگر وہ رل بھی گیا ہے تو ان س ہار گیا ہوگا۔ پھر کچھ چیخوں کی آواز آئی اور اس کے بعد گہرا سکوت چھا گیا۔ ایسا لگ رہا تھا یہاں اس ویرانے میں اس کے سوا کوئی نہیں۔ کتنی عجیب بات تھی وہ کچھ دیر پہلے یہاں کی ویرانی سے ڈر رہی تھی اور اب یہ ویرانی اور سناٹا اسے بالکل نہیں ڈرا رہے تھے۔ اس نے اپنے پاس قدموں کی آہٹ سنی تو پتہ چلا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا۔

نہیں میں اس کھائی میں کود کر جان دے دوں گی مگر یہ رسوائی برداشت نہ کروں گی وہ ایک فیصلہ کر کے کھڑی ہو گئی اور آنے والے کی طرف دیکھے بغیر بھاگ کر آگے بڑھ جانا چاہا تو بارون نے اس کا بازو دبوچ کر اسے روک لیا اور اگلے ہی لمحے بغیر اسے سنبھلنے کا موقع دیئے

تم اگر مجھ ایسے بات نہ کرو تو تمہارا احسان ہوگا۔ وہ اس رد عمل پر چپ ہو کر بیٹھ گئی۔ مگر نظریں بدستور اس کے خون میں لت پت بازو پر تھیں۔ اسے پتہ تھا کہ یہاں اس کے پیروں میں پڑے بیگ میں دیگر سامان کے ساتھ فرسٹ ایڈ کا باکس بھی رکھا ہے۔ وہ تیزی سے جھکی اور اس میں سے فرسٹ ایڈ بکس نکال لیا۔ وہ اس کی تمام کاروائی سے لا تعلق ہوا سے باتیں کر رہا تھا۔ باکس سے کائن نکال کر اس نے ہارون کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ ایک جھٹکے سے جیپ روک کر اس سے بولا۔

اب اگر تم نے مجھ سے بات کی یا میرے قریب آئیں تو میں تمہیں قتل کر دوں گا وہ غرارہا تھا جواب میں وہ رو پڑی۔

میرے ہاتھ سے نہیں تو خود ہی بینڈج کر لیں اتنا سا راخون بہہ گیا ہے۔ اس ک گود میں دھرے باکس کو اس نے بڑے غصے سے اٹھایا اور بینڈج کرنے لگا۔ وہ آنسو برساتی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پٹی باندھ کر اس نے جیپ دوبارہ اسٹارٹ کر دی۔ بلا کا سٹیمنا تھا اس میں زخمی ہاتھ پر پٹی باندھے وہ بغیر کسی تکلیف کا اظہار کیئے جیپ معمول کے مطابق چلا رہا تھا۔ آئیلہ نے دو چار بار سر اٹھا کر اس طرف دیکھا مگر وہ شاید اس کی شکل دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔ اس سے بات کرنے کی مہم نہ ہوئی تو سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کی طرف نظریں جما کر بیٹھ گئی۔

کافی دیر بعد اس نے نظریں گھما کر اس کی طرف دیکھا تو ایک عجیب سا تاسف اور ملال اسے لپیٹ میں لے گیا۔ وہ سر جھکائے بالکل خاموش بیٹھی تھی وراچہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا

بڑی ملامت کرتی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے اسے پکڑا یا وہ اس کی نظروں سے کٹ کر رہ گئی۔ سر جھکا کر دوپٹا اس کے ہاتھ سے لے کر اچھی طرح لپیٹ کی۔

کچھ اور آگے بڑھے تو ہو چاروں زخمی حالت میں پڑے تھے۔ تین شاید بیہوش تھے اور ایک ہوش و حواس میں پڑا چیخ کر مدد کی درخواست کر رہا تھا۔ ان چاروں پر ایک نظر ڈال کر وہ آگے بڑھ گیا۔ جیپ کا دروازہ کھول کر اسے دھکا دیا اور واپس اس طرف چلا گیا۔ وہ سر جھکا کر اپنے آنسو پینے کی کوشش کرنے لگی۔

پتہ نہیں یوں بیٹھے کتنی دیر گزر گئی۔ جب جیپ اسٹارٹ ہونے پر اس نے اپنا جھکا سر اٹھایا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے جیپ چلا رہا تھا۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا جیسے ابھی جیپ کا یکسیڈینٹ ہو

جائے گا، اچانک اس کی نظر ہارون کی خون میں بھیگی آستین پر پڑی تو وہ جھجک کر اس سے بولی۔

آپ کا ہاتھ زخمی ہو گیا ہے اس پر بینڈج کر لیں۔ اس نے شاید اس کی آواز سنی نہیں تھی اس لیے اسی رفتار سے جیپ دوڑاتا رہا۔ چند سیکنڈ اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر وہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

آپ کے ہاتھ سے بہت خون بہہ رہا ہے جیپ روک رک اس کی مرہم پٹی کر لیں وہ اس کا ہاتھ جھٹکتا ہوا پھنکارا۔

تاثرات صاف پڑھے جاسکتے تھے۔ اس کے ساتھ چلتا وہ بھی جیب کی طرف آ گیا اور اس کی متعجب انداز دیکھ کر بولا۔

یہ آئیلہ ہیں۔ ہاں وہ اتنی ہی معروف شخصیت تھی اس کے تعارف میں اتنا کہہ دینا کافی رہا کہ وہ آئیلہ ہے۔ مگر مقابل بھی اس کا دوست تھا چہرے پر سے حیرانی کے تاثرات ہٹا تا بغیر کوئی اور سوال کیے یا تجسس کا اظہار کیے وہ اس طرف دیکھ کر بڑی رواداری اور شائستگی سے مسکرایا اور بولا۔

بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر جواب میں اسے بھی اخلاقاً مسکرایا پڑا۔ اس کی طرف سے توجہ ہٹائے اب وہ دونوں کچھلی نشست کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ اس کے دوست کی خوشی دیدنی تھی۔ وہ بڑے بھاری قسم کے الفاظ میں اپنے دوست کو خراج تحسین پیش کر رہا تھا۔ اس کی بہادری اور مستقل مزاجی کو سراہ رہا تھا۔ پھر وہ دونوں جیب سے کچھ دو روہٹ کر آپ سمیں کوئی بات کرنے لگے۔ آئیلہ نے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

تم اس کا انتظام کرو مجھے ابھی نیروبی جانا ہے آگے کا پروگرام بعد میں طے کریں گے۔ وہ بڑی عجلت میں نظر آ رہا تھا۔

پاگل ہو گئے ہو۔ اتنی لمبی ڈرائیو کر کے آئے ہو۔ تھوڑا سا ریست کر لو۔ کم از کم کچھ کھانی لو۔ کتنے تھکے لگ رہے ہو۔ کتنے بجے چلے تھے وہاں سے؟ وہ شاید اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ بالکل ماؤں کی طرح اس کے لیے فکر مند ہو رہا تھا۔ اس کی بات پر وہ مسکرایا اور بولا۔

بائیں گال پر اب تک اس کی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔ ہاتھوں اور چہرے پر خراشیں پڑی تھیں جن سے اب خون رسا بدن ہو گیا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس کے نسو صاف کر دے اور کوئی ایسی بات کرے کہ ہو بے ساختہ ہنس پڑے اپنے مخصوص سادہ سے انداز میں۔ دل کی اس خواہش کو رد کرتا وہ اس پر سے نظریں ہٹا کر دوبارہ سامنے دیکھنے لگا۔ اپنے آس پاس کچھ گاڑیوں کا شور اور دوسری آوازیں سنائی دیں تو اس نے سر اٹھا کر باہر دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ جنگلوں سے نکل کر شہرہ حدود میں پہنچ گئے تھے آئیلہ نے ایک طویل سانس لی اور اپنا چہرہ دھوپ سے صاف کرنے لگی۔

پتا نہیں کیا وقت ہو رہا تھا شاید ابھی رات ہی تھی۔ وہ پورا شہر سویا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ سڑکوں پر اکا دکا گاڑیاں تھیں۔ مگر ان ویرانوں کے مقابلے میں اکا دکا گاڑیوں کا معمولی شور بھی اسے بہت بارونق محسوس ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا وہ صدیوں کی مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچی ہے۔ جیب ایک ہوٹل کے پاس روک کر وہ اسے بغیر کچھ کہے اندر چلا گیا وہ بیٹھیا سی سمت دیکھتی رہی جہاں وہ گیا تھا۔ وہ ایک بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔ خوب جگہ کرتا روشنیوں میں نہایا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آتا دکھائی دیا تو اکیلا نہیں تھا۔ وہ دونوں بڑے پر جوش انداز میں باتیں کرتے اس طرف آرہے تھے۔ اس کے ساتھ چلات وہ شخص چہرے پر خوشی اور ایکسٹنٹ کے تاثرات لیے آگے بڑھ گیا۔ جیسے اسے کوئی چیز دیکھنے کی بہت جلدی تھی۔ وہ تیز قدم اٹھاتا جیب کی طرف آیا تو اسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ چہرے پر حیرانی اور بے یقینی کے

اس ہوٹل کے شاندار سے ریسپشن سے گزرتے ہوئے اسے اپنا احلیہ بڑا آکھڑ لگا۔ گردوغبار میں انا چہرہ، الجھی بکھری لٹیں اور زخمی پاؤں۔ اس نے خواخوہ بالوں پر ہاتھ پھر کر شیا دانہیں سنوارنے کی کوشش کی۔

وہ اس سے مسلسل شکار اور جنگل کے حوالے سے باتیں کر رہا تھا۔ اس سے اس کا رنامے کی تفصیل سن رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے برابر چلتے شخص کے جوتوں پر نظریں جمائے تھی۔ جو بظاہر اس وقت اس سے لاطعلق نظر آ رہا تھا۔ اس کی فرنا رست پڑی تو وہ بھی آہستہ قدموں سے چلنے لگا۔ اور اس کے برابر چلتا اس کا دوست بھی ست ہو گیا۔ لفٹ میں آکر وہ دونوں بھی خاموش ہو گئے۔ اسے ایسا لگا کہ اس کا دوست گہری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ بارون سے مخاطب تھا۔ ایک صاف ستھرے اور عمدہ فرنیچر سے آراستہ بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے تو پیٹر اس سے بولا۔

تم لوگ بیٹھو میں ان دونوں کو بلا کر لاتا ہوں بلکہ بلا کر کیا جگا کر لاتا ہوں۔ وہ ہنستا ہوا باہر نکلنے لگا تو بارون فوراً بولا۔

بھائی مروامت دیکھنا۔ عبداللہ کو جگانا کسی مردے کو اٹھانے سے مترادف ہے۔ کبھی ہم یہیں بیٹھے رہ جائیں وہ بڑے اچھے موڈ کے ساتھ ہنستا ہوا بولا تو وہ قہقہہ لگا کر باہر چلا گیا۔

بیٹھ جاؤ۔ اس کی آواز پر آیلہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بے تکلفانہ انداز میں بستر پر نیم درازا سے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے صوفے پر ٹک گئی تو وہ ایک نظر اس پر ڈال کر کھڑا

کھانے پینے کا بالکل بھی تاہم نہیں ہے مجھے جلد از جلد نیروبی پہنچنا ہے ویسے گیارہ بجے چلے تھے ہم وہاں سے۔ ہم لوگ کے الفاظ پر اس نے بڑے بے ساختگی اس کی طرف دیکھا اور فوراً ہیا سپر سے نظریں ہٹا کر بولا۔

بہت دیر نہیں گل گئی تمہیں پہنچنے میں کس طرف سے آئے ہو؟ وہ بدستور اس کے لیے فکر مند تھا۔

تھا۔ بس وہ جیپ راستے میں خراب ہو گئی تھی وہاں کافی دیر لگ گئی۔ وہ بڑے لاپرواہ انداز میں بولا۔

خیر جو بھی ہو۔ ایسے تو میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔ نیروبی کہیں بھاگائیں جا رہا۔ کچھ کھا پی لو پھر چلے جانا۔ وہ بڑی قطعیت سے بولا تو وہ بڑی بے بس نظروں سے اس کی رطف دیکھتا ہوا بولا۔ پیٹر دیر ہو جائے گی۔

ہا جائے میری بلا سے۔ تم اندر چلو۔ اسے مکمل طور پر نظر انداز کیئے وہ آپس میں مصروف تھے۔ اس کا وجود کہیں پس منظر میں چلا گیا تھا۔ وہ شاید اس کے مجبور کرنے ہر زبردستی وہاں رکنے پر رضامند ہو گیا تھا۔

آؤ اندر چلو۔ وہ اس کے پاس آ گیا۔ جبکہ اس کا دوست دور کھڑا ان دونوں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کے حکم پر بغیر کوئی چوں چرا کیئے کردروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ ان دونوں کے ساتھ

بڑا احسان کیا میرے اوپر رک کر۔ ایک تو تمہاری محبت میں بول رہا تھا پوچھوان دونوں سے، اتنے دن مسلسل چرچ جا کر کتنی بار تمہاری سلامتی کی دعائیں مانگی ہیں۔ جواب میں وہ بھی ہنسنے لگا۔ آئیلہ خاموشی سے محبت کا یہ مظاہرہ دیکھ رہی تھی۔ وہ باہر نکل گیا تو ہارون ڈرینگ ٹیبل کے آگے کھڑا ہو کر بال بنانے لگا۔

میرا خیال ہے کہ آپ بھی مراقبے سے نکل آئیے اور منہ ہاتھ دھو لیجیے۔ شیشے میں اسے دیکھتا وہ بولا۔ تو اسے بھی اپنے بے تکے حلیئے کا خیال آیا۔ خاموشی سے کھڑی ہو کر وہ ہاتھ روم کی طرف بڑھی۔ وہ جو اس سے بڑی بے تکلفی سے باتیں کرنے لگی تھی اب ایک عجیب سی جھجک حائل ہو گئی تھی۔ بڑے سے اسٹائش ہاتھ روم کے قد آور آئینے میں خود کو پتہ نہیں کتنے روز بعد دیکھا تو اپنی شکل اس سے خود نہیں پہچانی گئی۔ وہ جو بڑی اپ ٹو ڈیٹ اور بڑی نک سے سے درست تیار رہا کرتی تھی اس وقت عجیب و غریب سی کوئی مخلوق نظر آ رہی تھی۔

خوب اچھی طرح رگڑ رگڑ کر منہ دھویا اور اپنا اصلی چہرہ واپس لانے کی کوشش کی۔ وہیں رکھے برش سے بال بنائے۔ دس پندرہ منٹ کی جدوجہد کے بعد کچھ چہرہ جانا پہچانا اور اپنا اپنا لگا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ اس کے دوستوں سے بھوت بن کر ملنے کا اسے کوئی شوق نہیں تھا۔ اتنے خوبصورت گہرے نیلے رنگ کے ٹائیکلوں والے اور بڑے سے ٹب والے ہاتھ روم میں اس کا نہانے کا جی چاہ رہا تھا۔ اپنی اس خواہش کو دباتی ہو باہر نکلی تو وہ آنکھیں بند کیئے بیڈ پر لیٹا نظر آیا۔ وہ خاموشی سے دوبارہ صوفے پر ٹک گئی۔ اس کی آمد سے بے نیاز وہ سیسے ہی پڑا رہا۔

ہو گیا۔ اور وارڈ روم کھول کر کپڑے نکال کر ہاتھ روم میں گھس گیا اسی وقت پیٹر اندر آیا اور اسے تنہا بیٹھے دیکھ کر پوچھنے لگا۔
ہارون کہاں گیا؟

وہ شاید نہا رہے ہیں۔ اس نے مختصر جواب دے کر دوبارہ کمرے کا انٹیریر دیکھنا شروع کر دیا۔ تو وہ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔

آپ بھی فریش ہو جائیے۔ ابھی آپ کو اپنے باقی دونوں دوستوں سے ملوائیں گے۔ ہمارا چار دوستوں کا گروپ ہے۔ میں اور ہارون تو خیر بچپن سے دوست ہیں۔ عبداللہ اور مائیکل سے ہمارے دوستی شکار کے حوالے سے ایک جنگل میں ہوئی تھی۔ بڑی عجیب دوستی ہے ہماری، پورا سال ہم ایک دوسرے سے نہیں ملتے کہ سب الگ الگ دیووں کے باسی ہیں مگر ہمارے درمیان یہ کاموش معاہدہ ہے کہ سال کے ان دنوں میں ہم آپس میں ملتے ہیں اور شکار کھیلتے ہیں، باقی سال ایک دوسرے سے صرف فون پر یا نیٹ ہمر رابطہ رہتا ہے۔ وہ بڑے دوستانہ انداز میں اس سے باتیں کر رہا تھا۔ انداز میں بہت شائستگی اور مخاطب کے لیئیت احترام موجود تھا وہ تو لیے سے سر رگڑتا باہر نکلا تو پیٹر سے بولا۔

اب اگر روک ہی لیا ہے تو جلدی سے کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو۔ بڑی زبردست بھوک لگ رہی

ہے وہ ہنستا ہوا کھڑا ہو گیا اور بولا۔

اور آیلہ سے کچھ فاصلے پر اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔ درمیان میں رکھی ٹیبل پر ڈھیروں لوازمات سجے تھے۔ وہ شرم و حیا کی ماری دلو قسم کی لڑکی نہیں تھی، شروع سے ہی کو ایجوکیشنز میں پڑھا تھا مگر اس وقت اتنے سارے مردوں کے سامین اسے اپنا آپ عجیب سا لگ رہا تھا۔ اپنے اعتماد کو بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب اس نے پیٹر کی آواز سنی۔

آپ لیجیٹنا۔ وہ اس کے ہاتھ میں پلیٹ پکڑا رہا تھا۔ آیلہ نے شکریہ کے ساتھ تھام لی۔ ہارون بڑے پیچکلف انداز میں پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ اس نے تکلنا تھوڑا آلیٹ اپنی پلیٹ میں ڈالا اور کانٹے سے اس کے ٹکڑے کرنے لگی۔ وہ تینوں بھی کاہنے لگے تھے۔

آپ نے میرے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں۔ پیٹر نے اس سے کہا۔ اس کے جواب دینے سے پہلے ہی عبداللہ بول پڑا۔

تم کس کو بولنے کا موقع دو تو کوئی بولے نا اور تمہارا تعارف تم سے بہتر میں کروا سکتا ہوں۔ اسے جواب دیتا وہ آلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ مس آیلہ یہ ہیں پیٹر، سویٹز رلینڈ کے خاصے معروف کیمیکل انجینئر۔ اپنے طور پر خود کو بہت کچھ سمجھتے ہیں جس سے ہمارا اتفاق کرنا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ خیر سے ان کی مگنی ہو چکی ہے اور ان کی مگنیر جولی نے اس وقت تک شادی نہ کرنے کی قسم کھائی ہے جب تک یہ شکار جیسے فضول شوق نہ چھوڑ دیں۔ اس چکر میں تین سال سے سے ان کی شادی التوا میں پڑی ہوئی ہے۔ وہ بڑا ہنس مکھ سا تھا۔ پیٹر کے گھورنے کے باوجود اس نے اپنی بات پوری کی تھی۔ ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔ اسی وقت بیرا

اسی وقت لمبی سی دستک دے کر پیٹر اور اس کے پیچھے دو افراد اندر داخل ہوئے تو وہ ساری بے نیازی بھول بھال اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دوستوں سے ملنے لگا۔ ملنے ملانے کا سلسلہ تمام ہوا تو ان دونوں کی نظریں اس پر پڑیں ان کی نگاہوں میں پیٹر کی طرح حیرانی نہیں تھی شاید وہ انہیں بتلا کر لایا تھا۔ پیٹر نے ایک اچھے میزبان کی طرح تعارف کرانے کی رسم ادا کی۔

یہ عبداللہ ہے۔ پیشے کے لحاظ سے بہت مشہور و معروف کاروباری شخصیت۔ شکار بطور شوق اپنایا ہوا ہے شام ان کا وطن ہے اور آپ سکی بات ہے یہ بہت اچھے اور ماہر کلک ہیں، ہماری شکاری مہمات میں یہ ہم لوگوں کو اچھے اور مزیدار کھانے پکا کر کھالتے ہیں: وہ اس کے سامنے کھڑے بندے کی طرف اشارہ کر کے تعارف کروا رہا تھا۔ آیلہ نے اس بندے کی طرف دیکھا وہ بھی پیٹر کی طرح شائستہ نظر آ رہا تھا۔

اور یہ جناب ملنگل ہیں۔ انگلینڈ کے رہنے والے ہم سب میں صرف یہی پروفیشنل شکاری ہیں باقاعدہ لائسنس یافتہ اس لیے جنگلات کے موضوع پر ان کا علم ہماری بہت راہنمائی کرتا ہے۔ ہارون اس تعارفی پروگرام سے لائق دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ باقی افراد اب تک کھڑے تھے۔ اسی وقت بیرا کو ب لدا پھندا اندر چلا آیا اور ٹیبل پر انواع و اقسام کے کھانے سجانے لگا۔ وہ تینوں اسکے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔ بیرا مزید احکامات لے کر کمرے سے چلا گیا تو پیٹر اس سے بولا۔

تم وہاں کہاں پڑے ہو۔ ادھر آؤ۔ اس کے بلانے پر وہ لمبی سی جمائی لیتا اٹھ کر یہیں آ گیا

اسے اپنے ساتھ لا کر اب قطعاً تعلق ہو چکا تھا۔ بڑے اطمینان سے بیٹھا وہ سلاکس پر مارا لید لگا رہا تھا۔

میرا نام آیلہ ہے۔ میں پاکستانی ہوں۔ میں نے ٹیکسٹائل انجینئرنگ کی ہے۔ پڑھائی سے فارغ ہو کر اپنے چچا کے پاس کینیا گھومنے پھرنے آئی ہوں۔ وہ اتنی دیر میں پہلی مرتبہ اتنا طویل جملہ بولی تھی۔ وہ سب اسے بغور سن رہے تھے۔

اچھا تو شکار آپ کا شوق ہے؟ مائیکل جو کافی کم گوہ تھا پہلی مرتبہ اس سے مخاطب ہوا۔ ہارون نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ کو چھپانے کو فوراً ہی چائے کا کپ منہ سے لگالیا۔ وہ بنا دیکھے بھی سمجھ گئی تھی کہ وہ کو بات پر مسکرا رہا ہے۔ اس کے جواب دینے سے پہلے ہی مائیکل نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔

اچھی بات ہے لڑکیوں کو بھی اس طرف آنا چاہیئے جب لڑکیاں دنیا کے ہر پروفیشن میں چلی گئی ہیں تو شکار کیا مضائقہ ہے لڑکیوں کو بہادر ہونا چاہیئے وہ اسے تردید کرنے کا موقع دیئے بغیر بولے چلا گیا پھر اپنے دوستوں کی طرف رخ کرتے ہوئے بولا۔

تم لوگوں کو وہ انڈی اوال قصہ یاد ہے۔ وہ شاید کسی پرانی بات کا حوالہ دے رہا تھا جواب میں وہ سب ہی کچھ یاد کر کے ہنس پڑے۔ وہ اپنے آپ کو ان دوستوں کی محفل میں مسفٹ سا محسوس کرنے لگی۔ عبداللہ اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

آیلہ

چائے کی ٹرے اٹھائے اندر چلا آیا۔ عبداللہ نے ٹرے اس کے ہاتھ سے لے کر آیلہ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے کہ کسی خاتون کا یہ بنایدی حق ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی اور نہ چائے بنائے۔ وہ بڑی بے تکلفی سے بولتا شاید اس کی جھجک کم کرنا چاہ رہا تھا۔

اسے وہ سب ہی بہت اچھے لگے تھے۔ پڑھے لکھے، مزہب اور ژانیستہ اطوار کے مالک، وہ اپنی پلیٹ رکھ کر کپوں میں چائے دآنے لگی۔ عبداللہ اب میٹر سے کسی بات پر بحث کر رہا تھا۔ ایک تو مجھے دھمی رات کو سوتے سے اٹھا دیا اوپر سے برائی بھی مجھے ہی ملنی تھی وہ پتہ نہیں موضوع پر بات کر رہے تھے۔

ساڑھے چار بجے کو تم آدھی رات کہہ رہے ہو۔ مائیکل اسے گھورا تو وہ آلہ کی رطف دیکھتا ہوا بولا۔

آپ کا کیا خیال ہے ساڑھے چار بجے صبح ہو جاتی ہے؟ وہ شاید سونے کا بہت شوقین تھا۔ جواب میں وہ صرف مسکرا ہی سکی۔ اور ان سب سے پوچھ کر کپوں میں چینی ڈال کر سرو کرنے لگی۔ سب سے آکر میں اس نے اپنے برابر بیٹھے شخص کی طرف کہ سر کا دیا بغیر چینی ملائے اور پھر خود بھی کپ لبوں سے لگالیا۔

ہم سب ک تعارف تو ہو گیا آپ نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ پیٹر نے جا کافی دیر سے اسے بغور دیکھ رہا تھا کہا تو باقی سب بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ سوائے اس کے جو

تھا۔ ایسا لگ رہا تھا سنانے کے ساتھ ساتھ وہ تمام باتیں یاد کر کے خود انجوائے بھی کر رہا ہو۔ پیٹر بھی مسکرا رہا تھا۔

وہ ابھی شاید کچھ اور کہہ رہا تھا کہ اس نٹ مائیکل کی طرف سے توجہ ہٹا کر اس سے اردو میں کہا،

تمہیں چلنا نہیں ہے جلدی سے ناشتہ ختم کرو۔

اور اس کے بیوجہ ناراض ہونے پر وہ حیران رہ گئی۔ کہ ناشتہ تو وہ کب کا کر چکی تھی۔ اور اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے اردو میں بولنے پر وہ تینوں احتجاجاً چیخ اٹھے۔

یہ فائل ہے ہمیں بتاؤ ما بھی تم نے کیا کہا ہے؟ وہ جواب میں بے نیازی سے کندھے اچکا کر بولا۔

تم لوگوں کے مطلب کی بات نہیں تھی۔

دیکھا اس غدار کو عبد اللہ نے دانت پیسے۔

اپنا ہم وطن ملا تو کیسے ہم سے آنکھیں پھیر لیں پھر اس کی رطف دیکھ کر بولا۔

آئیہ آپ بتائیں ابھی اس نے کیا کہا ہے مجھے یقین ہے اس نے ہماری برائی کی ہوگی۔ اسے خواہ مخواہ گھسیٹا گیا تو وہ پریشان ہو گئی اور بولی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں یہ چلنے کا کہہ رہے تھے۔ اس نے جھڑا ختم کروانے کی کوشش کی۔ پھر وہ چاروں آپس میں آندہ کا پروگرام طے کرنے لگے، وہ خاموش بیٹھی دیواروں کو تکتی رہی۔

شاید بورہور ہی ہیں۔ ہارون نے اس کی بات پر توجہ دیے بغیر مائیکل کے ساتھ اپنی بات جاری رکھی۔ جو موجودہ کرنا سے متعلق تھی۔ وہ اس کی بات پر مسکرا کر بولی۔

نہیں میں بور نہیں ہو رہی۔

چلیں اگر آپ بور نہیں ہو رہیں تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ ویسے آپ کی چلچپسی کی خاطر میں آپ کو وہ قصہ سنا سکتا ہوں جس کا ابھی مائیکل ذکر کر رہا تھا۔۔۔ ہوا کچھ یوں کی دو سال پہلے ہم شکار کے لیے انڈیا گئے۔ شکار سے واپسی پر ہمیں تین امریکی لڑکیاں ملیں جو کہ وہیں شاید تفریح کی غرض سے آئی تھیں اور کسی وجہ سے راستہ بھٹک رک و ہاں اگنی تھیں۔ تینوں ایک نمبر کی ڈرپوک۔ ہم نے انہیں لفٹ دے دی۔ وہاں خوب ہی تماشے ہوئے یہ ہارون صاحب تو ان بے چاریوں کے جانی دشمن بن گئے تھے۔ ہم لوگوں سے الگ ناراض کہ انہیں لفٹ دینے کی کیا ضرورت تھی۔ ان میں سے ایک کچھ زیادہ ہی بزدل تھی۔ اسی کے ساتھ سب سے زیادہ حادثات بھی ہوتے تھے۔ ایک دفعہ تو اس کے پاؤں پر ایک بچھو چڑھ گیا اور بجائے اس کی مدد کرنے کے یہ مزے سے دور بیٹھ رک تماشا دیکھتا رہا وہ تو میں وہاں پہنچ گیا۔ اصل میں اسے ڈرپوک لڑکیاں بہت بری لگتی ہیں۔ دوسری دفعہ اس کی شامت آئی اس نے غلطی سے اس کے کیمرے کو ہاتھ لگا دیا اور یہ اس پر چڑھ دوڑا مجھ سے پوچھے بغیر میری چیزوں کا ہاتھ کیسے لگایا۔ اس کے برابر بیٹھے بندے نے نیچنی سے پہلو بولا تھا۔ عبد اللہ بڑے مزے سے اسے تمام قصہ سن رہا

اسے پتہ ہے کہ میں سب جان چکا ہوں مگر منہ سے قبولے گا نہیں۔

اس سے سر اٹھا کر پیٹر کی طرف دیکھا بھی نا جا۔ کاجھکے سر کے ساتھ بولی۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ اس کے چہرے کو بغور دیکھتا بڑی سنجیدگی سے بولا۔

آپ ایک بہت اچھی لڑکی ہیں اور اگر آپ اسے میری جانبداری نہ سمجھیں تو میں کہوں گا کہ میرے دوست کی پسند بری ہو ہی نہیں سکتی۔ ج ولڑکی بڑی خاموشی سے اس کا خیال رکھتی ہو اس سے پوچھے بغیر اسے بغیر چینی کے چائے پیش کرتی ہو وہ یقیناً بہت اچھی ہوگی اس کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ ہنس پڑا اور بولا۔

میرا دوست بہت اچھا ہے بہت محبت کرنے والا۔ جو ایک دفعہ اسے سمجھ لے اسی کا ہو جاتا ہے۔ اچھی لڑکی اس بات کو انا کا مسئلہ بنا کر اپنے اور اس کے لیے پریشانیاں کھڑی مت کرنا کہ وہ اظہار کرے۔ ابھی وہ تمہیں چھوڑنے جائے گا تو میری خاطر ہی تم پہل کر دینا پلیز۔ وہ اس کی تمام باتوں کی تردید کر دینا چاہتی تھی اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ بالکل غلط سمجھ رہا ہے۔ وہ اس کے تاثرات کو دیکھ کر بولا۔

میں صرف اسی کا نہیں تمہارا بھی دوست ہوں لہذا مجھ سے جھوٹ مت بولو۔

وہ لوگ جو مرکز دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ ان دونوں کو دست قدموں سے آتا دیکھ کر رک گئے قریب پہنچے تو مائیکل بولا۔

ان کے مزاکرات ختم ہوئے اور وہ چاروں کھڑے ہوئے تو آئیلہ بھی کھڑی ہو گئی۔ ان لوگوں سے قصداً تھوڑا پیچھے چلتے ہوئے وہ ان لوگوں کی باتیں سنتی خاموشی سے چل رہی تھی کب اس نے پیٹر کی آواز سنی۔ وہ اپنے دوستوں کو چھوڑ کر اس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔

میں آپ سے کچھ کہوں اگر آپ میری بات کا برانا منائیں تو۔ وہ پتا نہیں کیا کہنا چاہ رہا تھا جس کے لیے اجازت طلب کر رہا تھا۔ اس نے حیرت سے اس کی رطف دیکھا اور بولی۔ جی کہیے۔

آپ کو شاید خود بھی معلوم نہیں کہ آپ بغیر کسی ہتھیار کے بہت بڑی اور مشکل جنگ جیت چکی ہیں۔ وہ ان نہ سمجھ آنے والے فقروں پر رک کر اس کی طرف دیکھنے لگی تو وہ بھی رک گیا اور بولا۔

یہ جو میرا دوست ہے نا اسے فتح کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے بڑی بے ہلک اس محاذ پر شکست کھا چکے ہیں۔ اس کی بات پر وہ کچھ پزل سی ہو گئی اور انگلیاں چٹخانے لگی۔ وہ اس کے گھبرائے چہرے کو دیکھ کر ہنس پڑا اور بولا۔

میں یہ بات آپ سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے وہ یہ بات آپ سے کبھی نہیں کہے گا۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں مجھ پتہ ہے وہ بہت گہرا اور مشکل پسند ہے۔ اسے سمجھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ وہ تو شاید کبھی میرے سامنے بھی نہیں کھلے گا۔ حالانکہ

جیپ اس کے بتائے مطلوبہ مکان کے سامنے رکی تو وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر آئی اور بھاگت ہوئے تیل ہر جو ہاتھ رکھا تو ہٹانا ہی بھول گئی۔ وہ جیپ میں بیٹھا اس کا والہانہ انداز دیکھ رہا تھا۔ گیٹ کھول کر رحمت نے اسے دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑا۔

بیٹا آپ آگئیں۔ شکر ہے خدا یا۔ سب کس قدر پریشان تھے، آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ وہ ایک سانس میں کتنی ہی باتیں کر گیا۔ اور وہ اس کے چہرے کی رطف دیکھتی رہی جس پر کسی انتہائی حادثے کے گزر جانے کے تاثرات نہ نظر آئے تو اس نے سکون کا سانس لیا اور بولی۔
میں ٹھیک ہوں۔ لیلی اور دانش کیسے ہیں؟ اس کے چہرے کے تاثرات نے حوصلہ بخشا تھا جو وہ ان دونوں کے متعلق پوچھنے لگی۔

وہ دونوں ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں۔ بی بی اور صاحب دونوں ہی ہاسپٹل گئے ہیں۔ ویسے وہ دونوں ٹھیک ہیں۔ وہ اسے ہاسپٹل کے نام سے پریشان ہونا دیکھ کر وضاحت کرنے لگا۔ یہاں سے حوصلہ افزا خبر ملی تو اسے اچانک اس کا خیلا آیا جو جیپ میں بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنی بدتمیزی پر سخت افسوس ہوا کیا سوچ رہا ہوگا کہ میں کتنی احسان فراموش اور مطلب پرست لڑکی ہوں۔ وہ تیزی سے اس کی طرف آئی اور بولی۔

آپ اندر آئیے نا۔

تمہیں پتہ تو ہے وہ لوگ وہاں میری جان کو رو رہے ہوں گے وہ دوستوں نہ انداز میں مسکرا کر بولا اور آیلہ نے اس کی مسکراہٹ کو بغور دیکھا وہ کتنی دیر بعد اس سے معمول کی طرح بات

کیا ہوا کہاں رہ گئے تھے؟ جواب میں پیٹر مسکرایا اور بولا۔
میں آیلہ کو یہاں کا تاریخی پس منظر بتا رہا تھا۔
لویہ بھی کوئی موقع ہے تاریخ کھنگالنے کا۔

عبداللہ چڑ کر بولا۔ پھر ہارون سے بولا جو ایک نظر پیٹر پر اور ایک آیلہ پر ڈال کر اب بڑی لا پرواہی سے کھڑا تھا،

ہارون جلدی واپس آنا میں اس سڑے ہوئے ہوٹل میں پڑے پڑے بری طرح بور ہو گیا ہوں۔ وہ اس کی بات پر سر ہلاتا جیپ میں سوار ہوا تو آیلہ نے بھی ان سے الوداعی کلمات کہے اور جیپ میں بیٹھ گئی۔ پیٹر کی طرف دیکھنے سے اس نے گریز کیا تھا۔ وہ لوگ ہاتھ ہلا کر گرجوشتی سے الوداع کہہ رہے تھے۔ جیپ اسٹارٹ ہوئی تو اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا وہ اب بھی وہیں کھڑے تھے،

وہ اپنی تمام توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کیئے ہوئے تھا اور وہ کھڑکی سے شہر کی رونق اور چہل پہل دیکھ رہی تھی، یونہی ڈرائیونگ کرتے کتنا وقت گزر گیا مگر دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ اپنی منزل کے قریب پہنچ گئی۔

ایڈریس بتاؤ۔ بڑی دیر بعد خاموشی کا پردہ چاک کرتی اس کی آواز سنائی دی تو وہ اسے ایڈریس بتانے لگی۔ گھر پہنچنے کی خوشی میں وہ دیگر تمام باتیں بھول گئی۔ زندگی کے کتنے ہی عجیب و غریب تجربات سے گزرتی وہ واپس اپنے اصل کی طرف لوٹ آئی تھی۔

اسے اپنی آنکھوں میں کچھ چبھتا محسوس ہوا اپنی آپ کو بمشکل سنبھالتی وہ مسکرا سکی ابوبولی۔
میں نے اتنے دن آپ کو بہت ستایا پریشان کیا اور آپ نے مجھے برداشت کیا میرا اتنا
خیال رکھا۔ وہ خود کو کمپوز کرتی رسمی فقرے ادا کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ بول پڑا۔
تم اگر فارمیٹی نبھانے کی کوشش کر رہی ہو تو آئی ایم سوری۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا یہ تو میرا
فرض تھا کیونکہ یہ سب کچھ اتنا pleasant بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے مخصوص منہ پھٹ انداز میں
ہنستے ہوئی بول رہا تھا۔

اپنا خیال رکھنا اور آئندہ تفریحی دوروں پر نکلنے وقت جگہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرنا۔ خدا
حافظ۔ اس کا جواب سنے بغیر وہ جیپ اسٹارٹ کرتا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ وہ پیچھے کھڑی
اپنے سے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی اس جیپ کو دیکھ رہی تھی۔
تو پھر یہ طے ہے کہ وہ یہ چہرہ مجھے عمر بھی کبھی نظر نہ آئے گا۔ ہر چہرے میں، میں اس
کے چہرے کی شبیہ ڈھونڈوں گی اور وہ چہرہ دنیا کے ہجوم میں کھو جائی گا۔ میں اسے کبھی تلاش نہ کر
پاؤں گی۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے اندر چلی آئی۔

اس کا صدقہ اتارا گیا۔ شکرانے کے نوافل ادا کینے گئے اس کی زندہ سلامت بخیر و عافیت
والپسی پر سب نے شکر ادا کیا تھا۔ خاص طور پر چچی جان جنہیں پرانی بچی کی فکر کھائے جا رہی تھی
۔ اپنی بیٹی اور داماد سے زیادہ انہیں اس کی فکر تھی۔ وہ تو خیر گزرہ جواتنے دنوں میں پاکستان سے
کوئی فون نہیں آیا ورنہ تمہارے بارے میں میں کیا کہتی۔ چچی جان گزرے واقعات پر اب تک

کر رہا تھا۔
اچھا ٹھیک ہے پھر خدا حافظ۔ وہ جیپ اسٹارٹ کرنے لگا تو وہ اسے روکنے لگی۔
اتنی لمبی ڈرائیو کر کے آپ بغیر کسی ریست کے فوراً واپس جا رہے ہیں تھوڑی دیر تو اندر
آ جائیں پلیز۔ وہ اس کے اصرار کے جواب میں نفی میں سر ہلاتا بولا۔
ابھی مجھے واپس جا کر بہت کام نبھانے ہیں تمہیں سب پتہ تو ہے وہ اندر آنے پر آمادہ نظر
نہیں آ رہا تھا پھر اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالتا بولا۔

تم میری بنائی اس مہم کی ویڈیو اور اس کی تفصیلی رپورٹ نیشنل جیو گرافی پر ضرور دیکھنا اور
بائی داوے یہ ٹائمرز کے انٹرویو کی طرح کا قصہ نہیں ہے میں نے بڑی ہی زبردست ویڈیو بنائی
ہے اور ابھی واپس جا کر مجھے اس کی رپورٹ بھی تیار کرنا ہے۔ ایک ناگوار خاطر بوجھ اور
زبردستی گلے پڑی زمینداری سے ناجت حاصل کرنے پر وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ اس کے
خوشی سے چمکتے چہرے کو دیکھ کر چپ کھڑی رہ گئی۔ وہ اس کی خاموشی سے لا تعلق بڑی خوش اور
طمینانیت سے مسکرا کر بولا۔

تمہارے لیئے میں دعا کروں گا کہ تم ٹیکسٹائل کے شعبے میں اتنا اونچا مقام حاصل کرو کہ
بی بی سی پر تمہاری بائیو گرافی نشر ہو سکے۔

وہ یوں بول رہا تھا جیسے اب آئندہ کبھی اس کا کہیں ملنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ یہ ان کی
آخری ملاقات ہے جس میں ایک دوسرے کے لیئے نیک خواہشات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

اتنی جلدی واپس جا رہی ہو۔ ابھی تو ہم نے ساری باتیں بھی نہیں کیں میں نے تم سے تمہارے اوپر گزرے حالات بھی نہیں سنے وہ اسے اپنے اوپر گزرے حالات سنانا بھی نہ چہاتی تھی اس لیے مسکرا نے پراکتفا کیا جبکہ چچی جان نے اتنی دنوں کی خاموشی کے بعد بیٹی کو گھورتے ہوئے کہا۔

پہلے ہی تمہاری کرم نوازیوں کے مزے وہ اچھی طرح اٹھا چکی ہے۔ اسے جانے دو۔ میں چاہتی بھی نہیں ہوں کہ اس کے اوپر تمہارا سایہ پڑے اور یہ تمہاری طرح خود سزا اور ضدی بنے۔ اس بار چونکہ معاملہ زیادہ ہی سنگین تھا اس لیے چچا جان بھی چچی کے ہمنوا نظر آ رہے تھے۔ اور لیلی بے چاری کی عنقریب آنے والی شامت کا سوچ کر اسے ہنسی آ رہی تھی۔ روائگی سے قبل اکیلے میں چچی جان نے اسے سمجھایا تھا۔

ہمارے ہاں لوگوں کی زہنیت بہت خراب ہے۔ ان تمام باتوں کا ذکر کسی سے نہ کرنا لڑکیوں کے لیے کہیں کوئی معافی نہیں ہوتی زرا سی بات ان کے کردار پر دھبہ بن جاتی ہے۔ بھابھی کو بتانا چاہو تو بتا دینا باقی نہ کسی دوست کو نہ کسی اور کو۔ وہ پہلے ہی روز چچی جان کو اپنے جنگل میں قیام اور ہارون کے متعلق بتا چکی تھی۔ ان کی بات اس نے ہلو میں باندھ لی اور کسی سے تو کیا امی سے بھی ان واقعات کو زکرنہ کیا۔

وہ واپس آ گئی تھی ایک بدلی ہوئی شخصیت میں ڈھل کر۔ لیلی کی طرح جان محفل تو وہ پہلے بھی کبھی نہ تھی مگر اپنے قریب ترین لوگوں کے لیے وہ بے حد خوش دل اور خوش مزاج لڑکی تھی،

شاک کی کیفیت میں تھیں۔

لیلی اور دانش کو کافی چوٹیں آئی تھیں۔ بیٹی کو اس حال میں پڑے دیکھ کر چچی جان فی الوقت ڈانٹ کا پروگرام ملتوی کر دیا مگر یہ خاموش کسی طوفان کا پیش خیمہ یہ بات آیلہ جانتی تھی۔ اور اس کے خیال کی تصدیق چچی جان نے اس روز ہاسپٹل سے گھر آتے وقت گاڑی میں کر دی۔

بہت ہو گئیں اس لڑکی کی بے سرو پا حرکتیں۔ خود تو خود سری دکھاتی ہے دوسروں کو بھی اپنے ساتھ مروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ بس اب اس کی رخصتی کر رہی ہوں میں۔ پھر یہ جانے اور اس کے سسرال والے۔ چہاے تو خلاء میں جائے یا سمندر کی تہ میں میری بلا سے۔ اگر تمہیں کچھ وجہا تا تو میں اور تمہارے چچا تو بھائی اور بھابھی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہتے۔ وہ لیلی کی حمایت میں بول رک ان کے غصے کو دو آتشہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے چپ بیٹھی ان کا غصہ ملاحظہ کرتی رہی۔۔۔

پندرہ بیس روز بعد وہ دونوں ہاسپٹل سے گھر آئی تو اس نے بھی رخت سفر باندھا بھابھی نے فون کر رک کے اک مس دم کر دیا تھا۔

تمہارے بغیر دل نہیں لگ رہا جلدی سے واپس آ جاؤ مونی کی برتھ ڈے آخر تم کب واپس آؤ گی اگر چہ مونی کی برتھ ڈے میں ابھی دو ماہ باقی تھی اسے جانی کی تیاری کرتے دیکھ کر لیلی اس سے لڑنے لگی۔

تھی۔ اور پیٹر پتہ نہیں میرے بارے میں کیا سوچتا ہوگا۔ وہ اکثر خود سے سوال کرتی۔
 تنہا ہی طرح مجھے بھی یہ غلط فہمی ہو گئی تھی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور وہ اس وقت دور
 کھڑا ہماری سوچ رشاید ہنس رہا تھا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے ساری زندگی بھی آپ
 ملتے رہیں اور خود کو ان سے بہت قریب محسوس کرتے ہوں مگر درحقیقت ان کے اور آپ کے
 درمیان روز اول جیسی اجنبیت برقرار رہے۔ وہ اپنے او اپنے آس پاس لوگوں کے درمیان
 ایک نہ نظر آنے والی دیوار بڑے غیر محسوس انداز میں حائل کیئے رکھتا تھا اور سامنے والے کو اس
 بات کی اجازت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اس دیوار کو پار کر جائے۔ اپنی ان سوچوں سے گھبرا کر وہ
 بڑی بے بسی سے سوچتی کاش وہ چچا میاں کے پاس نہ گئی ہوتی اور اگر چلی ہی گئی تھی تو اس روز
 لیلی کے ساتھ نہ جاتی تو یہ نارسائی کا دکھ میرا مسافر نہ ہوتا۔

امی صبح ہی بھڑا سے چلنے کے لیے مجبور کر رہی تھیں اور وہ نا جانے کے سوا طرح بہانے بنا
 کر انہیں منع کر چکی تھی۔ مگر ان کا اصرار انہی جگہ قائم تھا اس کے پیہم انکار پر وہ خفا ہو گئیں تو مجبوراً
 ان کو منانے کی خاطر وہ تیار ہونے لگی۔ اس کی تیاری دیکھ کر وہ نئے سرے سے ناراض ہونے
 لگیں تو اس کا موڈ بھی آف ہو گیا۔

وہاں کیا کوئی فینسی ڈریس شو ہے۔ کسی ڈنر میں جانے کے لیے یہ کپڑے مناسب ہیں وہ
 کلف لگے کاٹن کے سوٹ اور ہلکے پھلکے میک اپ سے مطمئن نظر آ رہی تھی۔

اس کے بات پر بھابھی ہنس پڑیں۔ میری جان آج وہاں فینسی ڈریس شو ہی ہے۔ آج تو

اس کی اس تبدیلی کو سب نے ہی محسوس کیا تھا۔ سب کے اصرار پر وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔
 میرا خیال میں اب بڑی ہو گئی ہوں۔ اس لیے اب تھوڑا سا میچو اور سو بر ہو جانا چاہیے۔
 اس کی واپسی کے محض دو ماہ بعد لیلی کی رخصت کر دی گئی۔ اس کے لاکھ اوایلا مچانے پر
 بھی کسی نے اس پر رحم نہیں کیا۔ وہ لہن بنی لیلی کی روتی بسورتی تصویریں دیکھ کر ہنس پڑی۔ امی
 ابو کے ہاتھ اس نے طویل ناراضگی سے بھرپور خط بھجوا یا تھا جس میں شادی میں شرکت نہ کرنے
 پر اسے دھمکیوں اور گالیوں سے نوازا گیا تھا۔ بیٹی کو رخصت کر کے چچا میاں کو تنہائی کچھ زیادہ ہی
 پریشا کرنے لگی۔ لہذا انہوں نے پاکستان واپسی کی ٹھانی۔

پتھرہ لیے دیا ر غیر میں اپن اوطن اپنا ہی ہوتا ہے۔ انہوں نے فون پر ابو سے کہا اور پھر اپنا
 کاروبار وائینڈ اپ کر کے وہ بس کراچی میں سینٹل ہو گئے تھے۔

دن بڑی سبک رفتاری سے گزر رہے تھے۔ کبھی کبھی اسے لگتا جیسے اس نے کوئی خواب
 دیکھا تھا۔ وہ شاید اسے کہیں خوابوں میں ملا تھا۔ اور آنکھ کھلنے پر اس نے اسے کھو دیا۔ رات کی
 تنہائی میں بیاختیاراً آنسو بہاتے اس نے اکثر سوچا تھا کہ وہ کسی اور ہی دنیا کا اباسی تھا کچھ دیر کو
 اس کی زندگی میں آیا تھا اور واپس اپنی دنیا میں لوٹ گیا تھا۔ کیا اس نے کبھی سوچا ہوگا کہ کہیں
 دور ایک پاگل لڑکی آج بھی اس کے لیے آنسو برساتی ہے۔ وہ تو شاید اسے بھول بھی گیا ہو۔
 اور اگر کبھی اتفاقاً دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر کسی بات پر وہ اس یاد آئی بھی ہوگی تو اس نے لا پروا
 سے سر جھٹک رک سوچا ہوگا بڑی ہی بے وقوف اور بزدل لڑکی تھی جو خواہ مخواہ میرے گلے پڑ گئی

پر سبقت لینے کی کوشش میں لگا تھا۔ اس تمام مقابلے بازی کی اصل وجہ پھوپھو کا بیٹ تیمور تھا۔ جو تمام زندگی لندن میں رہا تھا اور پہلی مرتبہ پاکستان آیا تھا۔ پھوپھو کے بیٹے کے ساتھ آمد کے سم نے یہی نتیجہ نکالے کہ وہ اکلوتے بیٹے کے سر پر سہرا سجانا چاہتی ہیں۔ آج انہوں نے اپنے تمام خاندان کو اور ملنے والوں کو پی سی میں ڈنر دیا تھا۔ جس میں شرکت کا اہتمام تمام لڑکیوں نے ایسے کر رکھا تھا جیسے مقابلہ حسن میں شریک ہوں۔ لڑکیاں ساری تیمور کے گرد منڈلا رہی تھیں اور ان کی امیاں پھوپھو کے گلے کا ہار بنی تھیں۔ جس سے پھوپھو یا تیمور ہنس کر بات کر لیتا وہ خود کو فاتح سمجھنے لگتا۔ ڈنر کے وقت اس نے سنا اس کے برابر والی ٹیبل ہر اس کی پھوپھو کی سسرالی لڑکیاں بیٹھی تیمور کو ہی ڈسکس کر رہی تھیں۔

تیمور نام کروڑ سے کتنا resemble کرتا ہے۔ ان میں سے ایک بن کر بولی تو دوسری نے لقمہ دیا۔

خالی شکل کی بات کر رہی ہو تم نے اس کی انگلش نہیں سنی۔ مائی گاڈ اتنی زبردست انگلش بولتا ہے۔ اس کے آگے تو مجھ تبھی ڈکشنری کا سہارا لینا پڑتا ہے حالانکہ کانوینٹ میں اپنی تمام دوستوں میں میری انگلش بس سے اچھی تھی۔ اس کا ایکسٹ کتنا اچھا ہے۔ ایلک نے سر گھما کر اس کو دیکھا جو سیلیولس فننگ کی شرٹ میں چوڑی دارپا جلیے کے ساتھ دور جدید کے مطابق دوپٹے پیچھے سے لا کر دونوں بازوؤں میں پکڑے بیٹھی تھی اس کی بات پر ایک اور لڑکی بولی۔

کیوں نہ ہو بھی manoxfordanasheallafter

بتسی پر یاں جلوہ افروز ہو رہی ہیں وہ سے یہ پر یاں روبینہ، ڈپلیکس، بھابھیز اور لوینگ ڈول وغیرہ کی مہارت کا کمال ہوں گی وہ بڑی شرارت سے ہنستے ہوئے بولیں تو اسے بھی ہنسی آگئی میں سچ کہہ رہی ہوں اس ڈنر کی تیاریاں تو ہفتے بھر سے جاری ہیں۔ پرسوں فاخرہ کانون آیا تو بتا رہی تھی میں آج ڈپلیکس گئی تھی تو وہ مومو فیشل۔ مینی کیور۔ پیڈی کیور پتہ نہیں کیا کیا ایسے کر رہی تھی جسے کسی شادی میں جانا ہے۔

بھابھی فاخرہ کے انداز میں بول کر اسے باتنے لگیں تو امی بھی مسکرا دیں۔ بھابھی اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولیں۔

میں بھی نلکی اور بڑی معصومیت سے پوچھنے لگی فاخرہ تمہارا وہاں کیسے جانا ہوا تو بیچارہ ایک لمحے کو بوکھلا گئی پھر کہنے لگی میں ت وہ میر کنگ وہیں سے رکواتی ہوں وہی کروانے گئی تھی۔ بھابھی کی بوتل میں لگ کرامی کی توجہ اس پر سے ہٹی تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ بغیر موڈ کے جا رہی تھی اس لیے تیار ہونے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ وہاں جا کر اس کا موڈ مزید آف ہو گیا۔ اس کی کزنز کی یہ سستی اور گھٹیا حرکتیں اسے ناگوار گزر رہی تھیں۔

لڑکیوں کو کم از کم اپنی نسوانیت کا خیال ت کرنا چاہیے وہ سب سے الگ تھلگ ایک ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ امی اور بھابھی سب سے ملنے ملانے میں لگی تھیں۔ ساحرہ پھوپھو جو ابو کی فرسٹ کزن تھیں بڑے طویل عرصے بعد وطن واپس آئیں تو پورا خاندان ان کی خدمت میں لگ گیا۔ جن جن گھروں میں کنواری دو شیزائیں موجود تھیں سب الٹ ہو گئے۔ ہر کوئی ایک دوسرے

وہ غزل کے بولو کہ طرف توجہ مرکوز کر رہی تھی جب وہ پھر مخاطب ہوا۔

آپ کو شاید غزلیں پسند نہیں اس لیے بوری ہو رہی ہیں۔ اسے خواہ مخواہ اس سے چڑھنے لگی جو بلا وجہ اس کے سر پر سوار ہو رہا تھا۔ محفل میں موجود تمام لوگوں کی توجہ غزلوں سے ہٹ کر اس اندھیرے کونے کی طرف تھی جہاں وہ محفل کی جان ایک بڑی معمولی اور عام سی لڑکی جو ہرگز کسی توجہ کے قابل نہ تھی کے برابر بیٹھ کر تمام لوگوں کی امیدوں پر پانی پھیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ اس کے جواب نہ دینے کا برا مانے بغیر بولا۔

مجھے بھی غزلیں پسند نہیں ہیں البتہ یہاں کا فوک میوزک اچھا لگتا ہے۔

فوک میوزک پسند ہے اسی لیے غزلیں سن رہے ہیں۔ اگر غزلیں پسند ہوتیں تو شاید فوک سنتے وہ استہزائیہ انداز میں بولی تو وہ برا مانے بغیر خوش دلی سے ہنس دیا اور بولا۔
بھئی جتنی خوبصورت ہو اتنی ہی زہین بھی ہو اور مجھے زہین لڑکیاں بہت ایٹریکٹ کرتی ہیں۔

وہ جہاں سے آیا تھا وہیں یہ بے باکی بڑی عام سی بات تھی۔ مگر یہاں اس سے یہ بات کہی گئی وہ ایک دم اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ بھی اٹھ گیا اور اس کے چہرے کے غصے ناراضگی کو حیرت سے دیکھتا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وہ نورالگی نشستوں کی طرف بڑھ گئی جہاں امی لوگ بیٹھے تھے۔ اس نے تمام لوگوں کو انہی طرف دیکھتا پایا تو گصہ اور سوا ہو گیا۔ تمام لوگوں

ان لوگوں کی باتوں اور حلیوں سے بے زار وہ امی کے پاس آ کر چلنے کا کہنے لگی تو وہ انکار میں سر ہلاتی بولیں۔

کھانا کھاتے ہی چلے جانا بر بات ہے ویسے بھی ابھی غزلوں کا پروگرام ہے وہ سن لیں پھر چلیں گے۔

امی کا غزلوں می انٹرسٹ اس کے لیے حیرانی کا باعث تھا۔ شاید دل ہی دل میں دیگ ماؤں کی طرح وہ بھی چہاتی تھیں یہ مقابلہ ان کی بیٹی جیت لے۔ اسے امی کی سوچ پر افسوس اور غصہ آیا تو ناراضگی میں سب سے آخر میں رکھی کرسیوں پر اس سے الگ تھلگ بیٹھ گئی۔ اس جگہ اچھا خاصا ڈنر تھا لوگوں کی نظروں سے دور وہ بیزار سے وقت گزار رہی تھی جب کوئی اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟ آئیہ نے اپنی کسی سوچ سے چونک کر برابر میں دیکھا تو وہ نام کروڑ کا جانشین آکسفورڈ مین اور تمام لڑکیوں کا سورج جس کے گرد وہ کسی سیارے کی طرح گردش کر رہی تھیں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

بیٹھنے کے بعد اجازت مانگنے کا وہ کیا جواب دیتی بغیر کوئی جواب دیئے سامنے دیکھنے لگی۔
جہاں غزل گواپنی سریلی آواز کا جادو جگ رہا تھا۔

ہاتھ دیا اس نے میرے ہاتھ میں
میں تو ولی بن گیا اک رات میں

سرے محل سے بھی عالیشان اس کا اپنا پیلس ہے جس میں تم راج کرو گی۔

اس کے انکار کی وہاں کوئی حیثیت فی تھی سب ہی خوش تھے۔ اس کے چہرے کی اداسی شاید بے تھا شاخوشی میں کسی کو بھی نظر نہ آئی تھی۔ انہی دنوں لیلیٰ اور دانش شادی کے بعد پہلی بار پاکستان آئے تو لیلیٰ یہ خبر سنتے ہی سب سے پہلے اس سے ملنے چلی آئی۔

وہ اپنے کمرے میں تکیے میں منہ دیئے پڑی تھی جب وہ عادت کے مطابق چیختی چلاتی اندا آئی اور آتے ہی اس کے منہ سے تکیہ کھینچ لیا۔
:بہت خوب ساری دنیا کو بے آرام کر کے خود آرام فرما رہی ہیں۔ وہ بڑی خوش نظر آ رہی تھی۔

تمہاری صلاحیتوں پر تو مجھے کبھی بھی شک نہ تھا تم خود ہی اپنے آپ کو انڈر اسٹیمٹ کیا کرتی تھی اور مجھے کہت تھی کہ میں آئے روز کوئی نہ کوئی فتنہ کھڑا کیئے رکھتی ہوں اور خود نے کی از بردست کام کیا ہے۔ پورے خاندان کی لڑکیوں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔ امیاں دوپٹے پھیلا کر تمہیں بدعائیں دے رہی ہیں۔ وہ اپنی بات کو انجوائے کر کے خود ہنسنے لگی پھر بولی۔

آج کل تمہیں بچکیاں تو خوب آتی ہوں گی؟

اچانک اس کی نظر اس کے روئے چہرے پر پڑی تو وہ چپ ہو کر اسے دیکھنے لگی
کی بات ہے تم خوش نہیں ہو؟ اس نے کوئی جواب نہ دیا اور سر جھکا کر پٹھسی رہی تو اس کو

کے چہرے بچھتے نظر آ رہے تھے۔ وہ لڑکیاں جو پہلے بہت چمک رہی تھیں روانی سے اپنی تمام گفتگو انگلش میں کر رہی تھیں اب جیسے اس جگہ سے بیزار ہو گئیں۔ انگلش کی جگہ پھر اردو نے لے لی۔ وہ امی سے واپسی کے لیے بضد ہوئی تو انہیں مانتے ہی بنی۔

اگلا دن پورے خاندان کی لڑکیوں کے لیے بہر بڑا صدمہ لے کر آیا تھا۔ پھوپھو اپنے لاڈلے کے لیے اس کا رشتہ مانگنے آئی تھی۔ امی کے پاؤں زمین پر نہیں تک رہے تھے۔ لاڈلی بیٹی کے لیے جیسا شریک سفر انہوں نے سوچا تھا وہ اس سے بڑھ کر تھا۔ بھابھی اسے گدگداری تھیں پھیڑ رہی تھیں۔

اچھا تو جان کراتے سادے سے حلیئے میں گئیں تھیں۔ تاکہ دوسروں سے منفرد لگو۔
امی ابو نے رمی سا سوچنے کے لیے وقت مانگا تھا جس کے بارے میں سب کو یقینی تھا جواب ہاں ہی ہوگا۔

اس نے بھابھی کے سامنے اس رشتے سے سنا کر کیا تو وہ اسے ایسے دیکھنے لگیں جیسے اس کی دماغی حالت پر شک ہو۔

ت پاگل تو نہیں ہو گئیں۔ ارے خوش قسمتی تمہارے دروازے پر دستک دے رہی اور تم بے وقوفی کی اتیں کر رہی ہو، ایسا شاندار بندہ تو کسی بھی لڑکی کا آئیدیل ہو سکتا ہے۔ آکسفورڈ کا پڑھا ہوا قابل اور زہین جو بے حد خوب صورت اور دولت مند بھی ہو اس کے لیے کوئی پاگل لڑکی ہی انکار کر سکتی ہے۔ لندن کے میئر اور بڑے بڑے افسران تو اس کے ذاتی دوست ہیں۔

وہ شاید تیمور کی رٹھ ہینڈ سم نہیں تھا ہو سکتا ہے اکی طرح دولت مند اور کوالیفائیڈ بھی نہ وہ۔ مگر میرے لیے وہ دنیا کا سب سے اچھا انسان ہے۔ محبت یہ تو نہیں ہوتی کہ آپ کس کی شکل، دولت اور اسٹیٹس سے متاثر ہوں محبت تو یہ ہوتی ہے کہ آپ ان تمام چیزوں کے بغیر کسی کو چاہیں۔ وہ دھیرے دھیرے اپنی دوست کے گے کھل رہی تھی اور وہ اسے بغور سن رہی تھی۔

میں ہورے تین دن اس کے ساتھ رہی۔ آج سوچوں ت اسیا لگتا ہے زندگی وہی تھی جس میں وہ ساتھ تھا۔ یہ جو گزر رہی ہے یہ تو جیسے کوئی سزا ہے۔

وہ جیسے کہیں کھوسی گئی تھی۔ لیلی نے اسے ٹوکا نہیں خود سے چھ پوچھا بھی نہیں بس خاموشی سے اسے سنتی رہی۔

بظاہر بہت اکھڑاؤ نہ مگر درحقیقت بہت حساس اور ہمدرد وہ عام لوگوں جیسا نہیں تھا۔ وہ شاید اس دنیا کا بسی ہی نہیں تھا۔ ایک ویران جنگل میں، می تنہا اس کے ساتھ رہی۔ اس کی دسترس میں، کون تھا اوہان اسے روکنے وال اجو چاہے میرے ساتھ سلو کمرتا، مگر اس نے کبھی ایک دفعہ بھی میری طرف آلودہ نظروں سے نہیں دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں ہمیشہ اپنے لیے احترام اور پاکیزگی دیکھی۔ کیا کوئی اور ایسا ہو سکتا ہے۔ اتنا باردار اور شریف النفس۔ کون لگتی تھی میں اس کی کچھ بھی نہیں مگر وہ میری حفاظت یوں کرتا تھا جیسے میں کوئی کانچ کی گڑیا ہوں جو زرا سے نکلیں لگنے سے کرچی کرچی ہو جائے گی۔ کوئی کسی کے لیے اپنی جان کو خطرے میں نہیں دالتا اس نے پانی جان پر کھیل کر می حفاظت کی اس طرح جیسے میں اس کی ذمہ داری ہوں۔

چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولی۔

تم روئی تھیں؟ وہ اپنے آنسو اس وقت لیلی سے بھی چھپانا چاہتی تھی اس لیے اس کا ہاتھ جھٹک رکھڑی ہونے لگی تو وہ اس کے کندھوں پر یا تھ جما کر بولی۔

بڑے افسوس کی بات ہے میں نے آج تک تمہیں اپنی سب سے اچھی دوست سمجھ اور ہر بات تم سے شیر کی اور تم نے جواب میں میرے ساتھ کیا کی۔ جلدی بتاؤ تم نے کون کون سی باتیں مجھ سے چھپائی ہیں۔ ورنہ ابھی اور اسی وقت میں بچپن کی اس دوستی پر لعنت بھیج کر یہاں سے چلی جوؤں گی۔

اور وہ پتہ نہیں کب سے ایک کاندھے کی متلاشی تھی جس پر سر رکھ کر رویا جاسکے، اس کے کندھے پر سر رکھ کر روتی ہوئی بولی۔

لیلی میں یہ معنی نہیں کرنا چہاتی؛ پلیز اسے رکواؤ تم تو کچھ بھی کر سکتی ہو۔ اس نے اسے رونے دیا دل کا غبار کچھ ہلکا ہوا تو وہ خاموشی سے اس کے کندھے سے لگی بیٹھی رہی۔ وہ اس کے بالوں میں انگلیوں پھیرتے بڑے پیار سے بولی۔

آئیلہ تم مجھ سے شیر نہیں کرو گی جو بھی تمہارے دل میں ہے سب کہہ دو۔

لیلی وہ بہت احسا تھا اس جیسا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا وہ جیسے سرگوشی میں بول رہی تھی۔

جواب میں اس نے گہری سانس لی اور بولی۔

ظاہر ہے وہ اچھا ہوگا اچھا تھا تب ہی تمہیں پسند آیا۔

انسان بھی وہی رہے گا اور اس کے جزبات بھی وہی رہیں گے۔ چاہی وہ اکیسویں صدی ہو یا بائیسویں۔ وہ اس کے مقررانہ انداز پر ہنس پڑی اور بولی۔

او کے آئی ایگری، تمہاری بات درست ہے مگر تم یہ تو کر سکتی تھیں کی اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دیتیں۔

میں تھوڑا سا بولڈ ہو کر ایسا کر ہی دیتی اور اگر وہ جواب میں کہتا کہ میری ہمدردی کو آہ نے بڑے غلط انداز میں لی۔ میرے خلوص اور اخلاق کے جو معنی آپ نے نکالے ہیں جو امیدیں مجھ سے وابستہ کی ہیں آئی ایمس وری وہ میں پوری نہیں کر سکتا تو میں اس کے سامنے اپنا جو بھرم کھوتی سو کھوتی خود اپنی نظروں میں بھی گر جاتی وہ اپنے آنسو صاف کر کے بڑے بوجھل آواز میں بولی تو لیلی اس کے دکھ کو محسوس کرتی قدرے افسردگی سے بولی۔

ایک ایسا شخص جس کے بارے میں تم یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ تم سے محبت کرتا بھی تھا یا نہیں اور وہ تم سے کھو گیا۔ کیا اس سے بہرہ نہیں جو بڑے خلوص سے تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ جس نے تم تک آنے کے لیے درست راستے کا انتخاب کیا ہے۔ ہمیں زندگی میں بہت سی چیزیں اور بہت سے لوگ اچھے لگتے ہیں ضروری نہیں ہر اچھی لگنے والی چیز آپ کو مل جائے۔ زندگی اسی کا نام ہے۔ ہمیں اکثر وہ زندگی گزارنی پڑتی ہے جیسے ہم گزارنا نہیں چاہتے۔ تم تو بہت خوش قسمت ہو اس نے کتنی لڑکیوں میں سے تمہارا انتخاب کیا۔ تمہارا ساتھ مانگا ہے۔ یقین کرو چاہنے سے زیادہ چاہے جانے کا احساس خوش کن ہوتا ہے۔ آپ کس کے لیے بہت اہم ہیں

میرے لیے اس نے اپنا قیمتی لہو پانی کی طرح بہا دیا مگر مجھ پر آنچ نہ آنے دی۔ بولتے بولتے اس کی آنکھوں سے دوبارہ آنسو نکل آئے۔ تو لیلی نے اپنے کندھے پر دھرا اس کا سر اٹھایا اور ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اس کا چہری خشک کرتی ہوئی بولی۔

اگر وہ اتن اچھا تھا تمہارا خیال بھی رکھتا تھا تو مسلی کی اتھا۔ کیا وہ اچانک بچھڑ گیا کہیں کھو گیا۔

بچھڑا تو تھا مگر اچانک نہیں۔ ہم نے باقاعدہ ایک دوسرے کو گڈ بائے کہا تھا۔ وہ بڑے دکھ سے بولی تو لیلی حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ جیسے اس کی اہمیت سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اسے مجھ سے محبت تن ہیں تھی۔ وہ تو صرف ہمدردی اور خلوص میں میرا خیال رکھتا تھا۔ اسے تو تمہاری طرح بہادر لڑکیاں پسند تھیں۔ کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کتنی خوش قسمت ہوگی وہ لڑکی جسے اتنے اچھے آدمی کی رفاقت نصیب ہوگی۔ میں اس کے مقدر پر رشک کرتی ہوں۔

اور اس کی بات پر لیلی نے اپنا سر پیٹ لیا۔ یعنی تم یہاں بیٹھی یک طرفہ محبت کا سوگ منا رہی ہو۔ اسٹو پڈ یہ اکیسویں صدی ہے جس میں کوئی کسی کے لیے جوگ نہیں لیتا۔ اور تم ون سائیڈ ڈ محبت کا غم منا رہی ہو۔

لیلی کی اس بات پر وہ بھڑک گئی۔ کیا ہے اکیسویں صدی۔ کیا انسان کو چوٹ لگے تو درد نہیں ہوتا۔ کیا اکیسویں صدی کا انسان۔ خوشی۔ دکھ۔ غم۔ حسد۔ رشک۔ انقام محبت اور نفرت سے تمام جزبات سے دستبردار ہو گیا ہے۔ سائنسی ترقی کو انسانی جزبات سے منسلک مت کرو۔

اندر جیسے کوئی بین کرنے لگا زندگی نے اس کے ساتھ کتنا عجیب مزاق کیا تھا۔ یہی بات جن لبوں سے وہ سننا چاہتی تھی وہاں سے سن نہ سکی تھی اور جہاں سے سن رہی تھی وہاں کی اس نے کبھی چاہ ہی نہیں کی تھی۔

تم مجھے پہلی نظر میں ہی دوسروں سے منفرد لگی تھی۔ تم اس روز وہاں ڈنر میں ایسے بیٹھی تھیں جیسے کوئی ملکہ تخت پر بیٹھی اپنی رعایا پر نظر کرم کر کے احسان کر دے۔ تمہارا وہ مغرور انداز مجھے اتنا متاثر کر گیا کہ میں کچھا ہوا تمہارے پاس چلا آیا۔ لیکن تم یں اپنے رویے سے مجھے حیران کر دیا۔ مجھے زندگی میں اس سے پہلے کبھی کسی نے ان گور نہیں کیا۔ میں ہمیشہ مرکز نگاہ رہا ہوں بہت چاہا گیا ہوں مگر تم نے مجھے ایسے نظر انداز کیا جیسے تمہاری نظروں میں میری کوئی وقعت نہیں ہے۔ مجھے خاطر میں لائے بغیر تم آگے بڑھ گئیں اور اسی لمحے میں نے اپنی زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کر لیا۔ تم بالکل میری طرح ہو مغرور اپنی ذات سے پیار کرنے والی۔ کتنی لڑکیاں مرے آگے پیچھے پھرتی تھیں مگر مجھے ان میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی تھی۔ تم سب سے الگ ہو بہت خاص۔ لگتا ہے رب نے تمہیں میرے لیے ہی بنا کر بھیجا ہے۔

جہاں وہ بلا مقابلہ منتخب کر لی گئی تھی وہاں اس نے مقابلے میں حصہ لیا ہی نہیں تھا۔ اور جس جگہ وہ پوری تیاریوں کے ساتھ اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا کر میدان میں اتری تھی وہاں اسے شکست فاش ہوئی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔ جو اس کی رفاقت ملنے پر خوش تھا اپنے آپ پر نازاں تھا۔

اس کی خوشیاں اور غم آپ سے وابستہ ہیں یہ احساس کتنا روح پرور اور دل پریر ہوتا ہے یہ بات تم جب جانو گی تو میری تمام باتیں تمہیں درست لگیں گی۔ وہ اس کی نغمہ سار اور رازدار بڑے آرام سے اسے سمجھا رہی تھی۔ نہ ہلا رہی تھی۔ پھر کتنی ہی دیروہ اسے سمجھاتی رہی، اس کے جانے کے بعد اس نے اپنے دل کو ٹٹولا تو ایسا لگا کہ دل کے دروازے تو وہ اب شاید کسی کے لیے نہ کھول سکے گی مگر زندگی اگر اسی کا نام ہے تو یونہی ہی۔

اس بیحد حسین۔ آکاش کی طرح بلند اور چاند کی طرح روشن شخص کے پہلو میں بیٹھی اپنی عزیز از جان دوست کے لیے لیلیٰ نے بڑے خلوص نے دائمی خوشیوں کی دعا مانگتے اس کا ماتھا چوم لیا۔ شاید یہ اس کے برابر بیٹھے شخص جکا اعجاز تھا کہ وہ ایک دم سے تمام گلوں کو بہت بلند کوئی ماورائی مخلوق نظر آنے لگی تھی۔ گرے کلر کے خوب بھاری اور نفیس کام سے مزین خوبصورت گھاگھرے میں وہ کوئی الپسرا نظر آ رہی تھی۔ ہر کوئی اس کی خوش بختی پر حیران تھا۔ کچھ چہروں پر حسد تھا، کچھ میں رشک اور کچھ میں محبت۔ وہ ان تمام باتوں سے بے نیاز سر جھکائے بیٹھی تھی اور اس کے برابر بیٹھا شخص یوں خوش نظر آ رہا تھا جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔ اس بیحد قیمتی ڈائمنڈ رنگ پہناتے اس نے گرجوشتی سے اس کا ہاتھ دبایا تھا اور جھک کر محبت پاش نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔ رات میں وہ فون پر اسے کہہ رہا تھا۔

آئیلہ میں اتنا خوش ہوں کہ تم اندازہ نہیں کر سکتیں۔ میں نے زندگی میں جو چاہا وہ ہمیشہ پا لیا۔ میں اتنا خوش نصیب ہوں اس بات کا اندازہ اس سے پہلے مجھے کبھی نہیں ہوا۔ اور اس کے

نہیں ہیں۔ اس لیے ایسے بی ہیو کر رہی ہیں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں شادی کے بعد تم جو کام کرنا چاہو گی تمہارا پورا ساتھ دوں گا تمہیں سپورٹ کروں گا۔ وہ ہرٹ ہوئی تھی یا نہیں مگر اپنے لیے اس شخص کا وہاں نہ انداز دیکھ کر اسے خود پر تاسف ہوا تھا اپنے آپ پر شرمندگ ہوئی تھی جو اتنے اچھے انسان کو دھوکا دے رہی تھی، اس کے ساتھ منافقت بت رہی تھی۔

اس پتہ تھا پھوپھو کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ وہ برے طرح اسٹینس کے زعم میں مبتلا تھیں۔ انہیں آئیلہ کا گلشن اقبال میں بنا وہ خوبصورت چھ سو گز کا گرہ کسی ڈربے کی طرح نظر آتا اور اس کے پورچ میں کھڑی وہ اکورڈ اور نسان پیٹرو لا نہیں اپنے محل میں کھڑی دس عالیشان گاڑیوں کے مقابلے میں انتہائی گھٹیا لگتی۔ جب تک وہ واپس لندن نہیں چلی گئیں آئیلہ کی جان عزاب میں رہی۔ یہ کپڑے کیوں پہنے ہیں۔ جیولری اتنی چپ اور ہلکی کیوں استعمال کرتی ہو۔ اپنے آپ کو ہمارے اسٹینس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو۔ فلا نے کے ساتھ اردو میں کیوں بات کی وغیرہ وغیرہ۔ وہ شاید بیٹے کی ضد کے آگے مجبور ہو گئی تھیں ورنہ اس عام سی لڑکی میں ان کے نزدیک کوئی ایسی بات نہ تھی کو وہ ان کے گھرانے کی اکلوتی بہو ہونے کا اعزاز پاتی۔

لندن جا کر بھیت یسور کی وارنٹی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ وہ ویسے ہی اے فون کرتا موقع بے موقع اسے تحلیف بھیجتا۔ اب تو اس نے بھی خود کو سمجھالیا تھا اس لیے وہ بھی جواب میں اسے تھکے بھیجتی۔ کسی وجہ سے اس کا فون نہ آتا تو خود فون کر کے خریدت دریافت کرتی۔ چھ ماہ بعد اس کی سا گرہ آئی تو وہ بطور خاص خود اس کی سالگرہ سلیمیر بیٹ کرنے اچانک

جتنے دن وہ کراچی میں رہا روز اس سے ملتا۔ کبھی وہ ساتھ لہج کرتے کبھی ہوا سے شاپنگ کرنا لے جاتا اور جو اگر کبھی وہ اس کا دیا ہوا تحفہ استعمال کر لیتی تو ایسے خوش ہوتا جیسے اس چیز کی اس سے پہلے کوئی قیمت نہ تھی محض اس کے استعمال کر لینے سے وہ چیز قیمتی ہوئی ہے۔ ان کی شادی ڈیڑھ دو سال سے پہلے ہونے کا مکان نہ تھا کیونکہ تیمور جس کی فائو اسٹار ہوٹلز کی پورے یورپ میں چین تھی اب اس کا دائرہ وسیع کر کے اسے مڈل ایسٹ اور سینٹر ایشیا تک لانا چاہتا تھا اور اس کام میں وہ بیکار مصروف تھا۔

میں چاہت اہوں جب تم میری زندگی میں آؤ تو میرے اوپر کاموں کا اتنا لوڈ نہ ہو۔ ہم ورلڈ ٹور پر نکل جائیں خوب گھومیں اور پیچھے کام کی ٹینشن نہ ہو۔ جانے سے پہلے اسے نازک سا پرل کا نیگلکس اپنے ہاتھوں سے پہناتے اس نے کہا تھا۔

اس نے تیمور سے اپنی جاب کا تذکرہ کیا تو اسے کوئی اعتراض نہ تھا مگر پھوپھو اس پر ناراض ہونے لگیں۔

میری ہونے والی بہو ٹکے ٹکے کی نوکریاں کرے گی۔ مائی فٹ۔ ارے جتنی تنخواہ تمہیں ملے گی اس سے دو گنی تو میں اپنے ملازموں کا دیا کرتی ہوں۔ پیسوں کی ضرورت ہے تو جتنے چاہیں تیمور تمہیں ویسے ہی دیا کرے گا۔ اپنی ماں کی اس گھٹیا بات ہر بعد میں تیمور نے اسے معاف مانگی تھی۔

پلیز میری خاطر تم ممی کی ان فضول باتوں کو انور کر دو۔ وہ شاید اس رشتے سے زیادہ خوش

سے باہر نکل آئی۔ اور ادھر اُحد رھمنے لگی۔

سامنے سے آتے شخص کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ اس سے کتراکر اسے نظر انداز کر کے جانا چاہتی تھی مگر اس کے قدموں کو زمین نے جکڑ لیا و چاہتے ہوئی بھی وہاں سے نہ ایک قدم آگے بڑھ پائی نہ پیچھے آ پائی۔ وہ اسے دیکھ کر صرف ایک لمحے کو حیرت سے منجمد ہوا تھا اگلے ہی پل وہ تیز تیز قدموں سے درمیانی فاصلہ مٹاتا اس کے پاس تھا۔

اپنے کہے الفاظ کے مطابق اصولاً تو تمہیں مجھے پہچاننے سے انکار کر دینا چاہیے وہ اس کے سامنے کھڑا بغور اسے دیکھتا بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ صرف تمہاری وجہ سے روز بی بی سی دیکھتا ہوں کہ شاید محترمہ نے کوئی تیر مار لیا ہو مگر افسوس صد افسوس۔ وہ اتنا خوش پتہ نہیں کس بات پر تھا۔

کچھ تو بولو یہی کہہ دو کہ تم نے مجھے پہچانا نہیں ہے۔ وہ اس کا مسلسل چپ سے عاجز آ کر بولا تو کسی شاک کی کیفی تے نکل کر بمشکل بول پائی۔

کیسے ہیں آپ؟ لہجہ بڑا فارل سا تھا۔ وہ اس فارل انداز اور اجنبی رویے پر اپنی حیرت چھاتا ہوا بولا۔

میں تو خیر ٹھیک ہی ہوں تم اپنی سناؤ کیا کر رہی ہو؟ پھر اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر بولا۔

میرا خیال ہے کہیں آرام سے بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ اور چلنے کے لیے قدم یوں

آ کر اسے حیران کر گیا۔ لیلیٰ اور دانش جو چچی جان کی بیماری کا سن کر ان دنوں کراچی میں تھے تیمور کے آنے پر اسے چھیڑنے لگے۔

تم نے ایسا کونسا تعویذ اسے گھول کر پلایا ہے مجھے بھی بتاؤ یہ دانش کا بچہ تو ساتھ رہ کر بھی ہمیشہ میری برتھ بھول جاتا ہے۔ کبھی ہفتے بعد اوکھی ایک دھ موبعد اگر اتفاق سے یاد آ جائے تو میرے اوپر احسان کرتے ہوئے گفٹ سے نوازا جاتا ہے ورنہ اللہ اللہ خیر صلا لیلیٰ دانش اور تیمور کے سامنے ہی اس سے بول پڑی تو وہ کچھ پزل سی وتی اسے گھور کر رہ گئی۔

شیرٹن میں پاکستان کے جی 8 ممالک کے ساتھ تعلقات کے موضوع پر سیمینار ہو رہا تھا اور وہ تینوں اس میں شرکت کے لیے بیتاب ہو رہے تھے تیمور صرف تین دن کے لیے آیا تھا اور آج اسے واپس جانا تھا۔ اس کا اس قسم کے سمنار میں کبھی دل نہیں لگتا تھا مگر وہ مجبوراً تیمور کی خاطر ان لوگوں کے ساتھ چلی آئی۔ جب وہ اس کا اتنا خیال رکھتا تھا تو اس کا بھی فرض بنتا تھا کہ اس کی خواہشات کا احترام کرے۔ ان کے ساتھ آ تو گئی تھی مگر وہیں آ دھا گھنٹا بیٹھ کر ہی اس کا دل گھبرانے لگا۔ اتنی ٹھیل اور خوفناک گفتگو اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ تیمور کے کان میں منمنائی۔

تیمور مجھے سخت ڈپریش ہو رہا ہے، تم لوگ یہ عالم نہ گفتگو سنو میں زرا باہر کا راونڈ لگ آ کر آتی ہوں۔ اس کی بات پر و مسکرا دیا تھا۔ اتنی دیر بھی وہ اس کی خاطر بیٹھی رہی ہے اس لیے سر ہلا کر اس جانے کی اجازت دے دے۔ اجازت ملنے کی دیر تھی وہ ہر پر پاؤں رکھ کر اس گھٹن زدہ مچھول

ہوئی محسوس ہو رہی ہو۔ لڑکی کچھ تو بولو۔ اتنی دیر سے میں ہی بولے جا رہا ہوں بات کے اختتام پو وہ شگفتگی سے مسکرایا۔ اور وہ بدقت خود کو سنبھالتی سمجھاتی اس سے بولی۔

آپ یہاں کیسے آئے کیا کسی مہم کے سلسلے میں وہ جو اس انتظار میں تھا کہ ابھی لڑکی کہے جانے پر اپنے سابقہ انداز میں روٹھے لہجے میں بولے گی میرا نام لڑکی نہیں ہت میں آئیہ ہوں، آئیہ اکرام۔ اس کے غیر متوقع جواب پر وہ کتنی ہی دیر چپ بیٹھا رہا۔

مہم ہی سمجھ لو کافی دیر بعد اس نے جواب دیا تو لہجے بڑا گم صم سا تھا۔ وہ ایکساٹمنٹ اور جوش و خروش کچھ سرور پر گیا تھا۔

آئیہ تمہیں مجھ سے مل کر کوئی خوش نہیں ہوئی؟ وہ اس کے چہرے پر موجود تاثرات کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ جیسے وہ خوش ہونا بھی چاہتی ہے اور ہو بھی نہیں پا رہی۔ جیسے کوئی بات کوئی چیز اسے ایسا کرنے سے روک رہی ہو۔ اس کے چہرے پر موجود تاثر کو وہ بڑی آسانی سے پڑھ لیا کرتا تھا کہ یہ چہرہ بڑا سچا کھرا اور منافقت سے پاک تھا۔ مگر آج وہ اسے حیران کر رہی تھی اپین عجیب و غریب رویے سے۔

میں آپ س مل کر خوش کیوں نہیں ہوں گی آپ میرے محسن ہیں، آپ کے بڑے احسانات ہیں مجھ پر۔ بڑی دیر سے میز کو گھورتی سر اوپر اٹھا کر وہ بڑی ہمت کر کے راہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی اور فوراً ہی اپنی نظریں دوبارہ میز پر مرکوز کر دیں کہ ان آنکھوں کو وہ اپن اکوئی بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔

بڑھائے جیسے اسے یقین تھا کہ وہ بھی بیٹھنے کے لیے بے چین ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس کے ساتھ چلنے سے روکنا چاہتی تھی مگر اس کے قدم خود بخود اس کے پیچھے اٹھ رہے تھے۔ اسے ست رفتار سے چلتا دیکھ کر وہ بھی آہستہ چلنے لگا۔ پھر ایک میز منتخب کر کے وہ کرسی گھسیٹتا بیٹھا اسے بھی بیٹھنے کی آفر کرنے لگا۔ تو وہ بیٹھ گئی۔

ترنگ میں میز پر انگلیاں بجاتا وہ بڑا ایکسائینڈ نظر آ رہا تھا۔ اس کے میز کی سطح کو گھورتے ہوئے چہرے کو فرصت سے جانتا جیسے اس کا اسیکسپریشن پڑھ لینا چاہتا ہو۔

آج مجھے یقین آ گیا ہے کہ دنی واقعی اتنی وسیع نہیں کہ جو اس میں ایک بار کھو جائے دوبار مل نہ سکے، تمہیں یقین تھا کیا کہ ہم کبھی آئندہ ملیں گے۔؟ وہ اس سے عجیب لایعنی باتیں کر رہا تھا۔ اپنے ملنے پر اس کا خوش ہونا بڑا تعجب خیز تھا۔ کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کر کے وہ خود ہی بول پڑا۔

تمہیں نہیں لگتا ہم ہمیشہ فلمی انداز میں اچانک اتفاقاً ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ میں نے تو ابھی ابھی بڑی سنجیدگی سے یہ فیصلہ کیا ہے آئندہ فلموں کا مذاق نہیں اڑایا کروں گا۔ بھلے سے ہیرو آرکیٹیکٹ بنے یا پائلٹ۔ وہ اپنی بات پر خود ہی کھلکھلا کر ہنس پڑا اور وہ جواب میں مسکرا بھی نہ سکی۔

اسے اتنا سنجیدہ اور خاموش دیکھ کر وہ بھی خاموش ہو گیا اور بڑی سنجیدگی سے بولا۔
دو سال اتنا طویل عرصہ تو نہیں ہوتا کہ کوئی پورا کا پورا چینج ہو جائے۔ مگر مجھ یتیم بہت بدلی

ایک واٹر لو بھی تو ہوتا ہے اور تم میرے لیے واٹر لو ہی ثابت ہوئیں۔ میں تم سے ہار گیا۔ مجھے نہیں معلوم تم مجھے پہلی بار کب اچھی لگی تھیں شاید اس وقت جب تم بڑی بچہ بنی سے میرا انتظار کر رہی تھی اور مجھے دیکھ کر بولی تھی۔ شکر ہے آپ واپس آگے میں تو بہت پریشنا ہو گئی تھی۔ یا شاید اس وقت جب لڑکھیمے سے باہر چلی گئی تھی۔ یا پھر جب پتھر پر بھی مجھے بدعائیں دے رہی تھی۔ مگر اتنا تو مجھے اس وقت بھی پتہ تھا کہ میں تم سے اپنی عادت کے خلاف بہت رعایت برت رہا ہوں مگر اپنے آپ سے بھی یہ بات قبول کرنے کے لیے میں ہرگز آمادہ نہ تھا۔ میرا خیال تھا کہ یہ سب وقت کیفی تیا شاید ماحول کا اثر ہے جو میں تم میں اتنی دلچسپی لے رہا ہوں۔ اس کے منہ سے یہ باتیں سن کر کچھ دیر کو وہ سب کچھ بھول گئی۔ اپنی انگلی میں موجود وہ انگوٹھی بھی اسے یاد نہ رہی بس سر جھکائے اسے سنتی رہی۔

اپنی اس کیفیت کو میں نے اس وقت تک کوئی اہمیت نہ دی تھی جب تک وہ واقعہ رونما نہیں ہوا تھا۔ اس روز اپنا وہ اشتعال اور بے تحاشہ غصہ مجھے خود حیران کر گیا تھا۔ بڑی مشکلوں سے میں نے خود پر ضبط کیا تھا ورنہ دل تو میرا چاہ رہا تھا کہ میں ان کے ککڑے ککڑے کر دیتا۔ ٹھیک ہے تمہاری حفاظت کی میں نے ذمہ داری قبول کی تھی مگر میرا وہ محض ذمہ داری نبھانے والا نہیں تھا۔ اپنی اس کیفیت پر میں خود سے ہی ناراض ہو گیا تھا اور تمہیں جلد از جلد تمہاری منزل پر پہنچا کر اس کیفیت سے چھٹکار پانا چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا یہ وقتی ابال ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ خود ہی ختم ہو جائے گا مگر تم سے دو جا کر میں نے جانا کہ وہ کمزور بزدل اور

تم مجھ سے ناراض ہونا مجھے تپہ ہے اور میرا خیال ہے کہ اس ناراضگی میں تم حق بجانب ہو۔ کتنا سمجھایا تھا مجھے پیڑ نے وہ دوست میرا تھا مگر فیور تمہیں کرتا تھا۔ اس کی اس بات پر حیرت سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ بڑی بے بسی سے مسکرا دیا۔ پتہ نہیں وہ اپنی کس غلطی کا اعتراف کر رہا تھا۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد وی اس سے مضاطب ہوا۔

آئیلہ مجھے پانی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم دوبارہ مجھے ملو گی۔ اپنے خیال سے تو میں نے تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا۔ اس روز جب میں تمہیں چھوڑ کر جا رہا تھا تو تمہاری وہ ناراض اور شکایت کرتی نظریں میرے ساتھ ہی تھی اور پھر ان نظروں نے ہمیشہ میرا پیچھا کیا۔ وہ پتہ نہیں کونسی زبان بول رہا تھا جسے وہ سمجھ نہ پا رہی تھی۔ مگر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ میں پہنی وہ قیمتی انگوٹھی اسے چھبے لگی ہے۔ اپنی اس کیفیت سے گھبرا کر وہ کچھ بولنا چاہتی تھی کہ وہ بول پڑا۔

کچھ مت کہو۔ صرف مجھے سنو۔ میں تم سے سچ بولنا چاہتا ہوں۔ صرف تمہارے ساتھ میں وہ بولنا چاہتا ہوں جو میرے دل میں ہے، مجھے یہ بات قبول کرنے میں کوئی عار نہیں کہ ہم وہ پہلی لڑکی اور آخری ہو جس نے میرے دل کے دروازے ہر لگا داخلہ منع ہے کا بورڈ نظر انداز کرتی بڑے آرام سے اندر آ گئیں اس طرح کہ میں تمہیں کبھی وہاں سے نکال بھی نہ سکا۔ میں جو لڑکیوں میں بہت روڈ اور ال مینر ڈمشو رہا ایک کمزوری لڑکی سے ہار گیا۔ تمہیں یاد ہے نا میں نے کہا تھا مجھے ہارنے سے نفرت ہے۔ مگر میں یہ بات بھول گیا تھا کہ ہر ہر نیولین کے لیے

نے سارے زمانے سے ٹکر لے کر ایک دوسرے سے محبت کی شادی کی تھی۔ مگر جب میں نے ہوش سنبھالا تو مجھے ان کے درمیان کبھی محبت نظر نہ آئی۔ وہ ایک دوسرے سے بے زار ہمیشہ جابلوں کی طرح لڑتے نظر آئے۔ پھر جب میں سولہ سال کا تھا تو انہوں نے بڑے آرام سے علیحدگی اختیار کر لی۔ میں بھی ان کے اس فیصلے کی رکاوٹ نہ بن سکا۔ اور کچھ عرصے بعد دونوں نے اپنی اپنی دنیا آباد کر لیں۔ میں اکیلا رہ گیا۔ میرے ماں باپ کو میری ضرورت نہیں تھی۔ پاپا امریکہ میں میری پڑھائی کے پیسے بھیج کر اپنی نئی بیگم اور بچوں کے ساتھ مصروف اور ماما کے پاس تو اس کے لیے بھی وقت نہ تھا۔ میں بھری دنی میں تنہا تھا پھر آہستہ آہستہ میں بدلتا چلا گیا۔ می کسی بھی قسم کی محبت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا اس لیے تمہیں اتنی شدت سے رد کر کے اپنی بے کاری ضد لیے بیٹھا رہا۔ مگر آج جب قدرت نے مجھے میری غلطی کی آزادی کا موقع فراہم کر ہی دیا ہے تو میں تم سے کہوں گا آئیلہ میری زندگی میں آ جاؤ۔ ہم ایک ساتھ بہت خوش رہیں گے۔ میں کوئی بہت بڑا لارڈ نہیں ہوں۔ سڈنی میں یری اپنی چھوٹی سی فرم ہے۔ میں لوگوں کو گھر بنا کر دیا کرتا ہوں اور تم سے چاہتا ہوں کہ تم میرے مکان کو گھر بنا دو۔

اتنی سی بات کہنے میں اتنی دیر لگا دی اب جب سب ختم ہو گیا۔ اب آئے ہو۔ وہ اس کی بات کے جواب میں سوچ کر رہ گئی۔ اور وہ چپ اس کی آنکھوں سے گرتے آنسو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اسے دو ٹوک انداز میں سب کچھ بتانے کا سوچ کر آنکھیں خشک کرتی اس سے کچھ کہنے والی تھی کہ تیمور اسے اس طرف آنا نظر آیا۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ غلط کہاں پر ہے کس جگہ اس

ڈرپوک لڑکی جو میرے ہاتھ سے تھپڑ کھا کر میرے ہی لگے لگ کر آنسو بہاتی ہے اسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ خود سے لڑتا جھگڑتا جب میں ہار مان گیا اور تمہاری تلاش میں واپس نیروبی آیا تو پتہ چلا کہ میں نے تمہیں واقعتاً کھو دیا ہے۔ اپنی کوتاہ اندیشی کے سبب۔ پھر میں جوان حرکتوں کو چپ اور رومینک کہا کرتا تھا اس عرصے میں کہاں کہاں تمہیں ڈھونڈتا رہا۔ تم نے کتنی مرتبہ مجھے اپنے بارے میں بتانے کی کوشش کی تھی

اور میں نے سنن گوارہ نہیں کیا تھا۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ تم پاکستان میں کہاں رہتی ہو۔ اس درخت کو میں نے گھنٹوں بیٹھ کر ٹکا ہے جس پر تمہارا اور میرا نام لکھا ہوا ہے۔ آئیلہ کیا وہ دن زندگی میں دوبارہ کبھی آ سکتے ہیں، تم میرے لیے کافی بنا کر لارہی ہو، ہم ایک ساتھ جھیل کنارے بیٹھے ہیں، وہ وقت کتنا خوبصورت تھا۔ وہ جیسے کہیں کھو گیا تھا اور وہ اچانک کسی خواب سے جا گئی تھی، ایک دم کرسی چھوڑ کر کھڑی ہو گئی جیسے یہاں سے بھاگ جانا چاہتی ہو۔

پلیز بیٹھ جاؤ آئیلہ۔ میری ساری بات سن لو۔ میں تمہیں کسی بات کے لیے مجبور نہیں کر رہا۔ مگر کم از کم تم میری بات سن تو سکتی ہو۔ میں نے آج تک اپنا آپ کسی کے سامنے ہیں کھولا آج تم سے کہہ رہا ہوں، پلیز میری بات سن لو۔ وہ بڑی عاجزی سے بول رہا تھا اور وہ متضاد کیفیتوں کا شکار واپس بیٹھ گئی۔

محببتوں پر سے میرا یقین اٹھ گیا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ محبت و جت سب کو اس باتیں ہیں ان کا دنیا میں کوئی وجود نہیں۔ میرے ماں باپ نے محبتوں پر سے میرا ایمان اٹھوایا تھا۔ انہوں

کون کہتا ہے یہ لڑکی بزدل ہے۔ آؤ دیکھو اس سے زیادہ بہادر کوئی ہو نہیں سکتا۔ کیا کوئی اس وقت اس کا چہرہ دیکھ کر بتا سکتا ہے اس وقت بظاہر بڑے اعتماد سے مسکراتی لڑکی کا دل اس وقت دھاڑیں مار مار کر رو رہا ہے۔ اس کی جگہ میں ہوتی تو شاید میں بھی اس لمحے حوصلہ ہار جاتی۔ میں جو سب کی نظروں میں بہت بولڈ بہیت ایکسٹرا اوڈنری ہوں میں بھی ہار جاتی، آئیلہ میری جان زندگی کے اس دورا ہے پر کھڑی تم اس وقت پل صراط کا سفر طے کر رہی ہو میں جانتی ہوں۔ لیلیٰ نے اپنی بیاختیار چھلکنے والی نکھوں کو رگڑ کر توجہ تیمور کی جانب مبذول کر دی جو بڑی خوش مزاجی سے یارون سے مخاطب تھا۔

اور ہارون صاحب آپ کی کیا مصروفیات ہیں؟
اگر وہ کمزور لڑکی بہادری کا مظاہرہ کر سکتی تھی تو پھر اسے تو اپنے مضبوط اعصاب اور بہادر ہونے کا دعویٰ تھا۔ اس لیے بڑی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے بولا۔
مصروفیات کیا بس لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بخشتے ہیں سڈنی میں ایک چھوٹی سی فرم چلا رہا ہوں۔ آرٹسٹ آدمی ہوں جیسا گھر لوگوں کے زہن میں ہوتا ہے میں اسے پیپر پر لے آتا ہوں اس کے جواب پر دانش اور تیمور دونوں ہنس پڑے۔
یعنی سیدھے سادھے لفظوں میں آپ آرکیٹیکٹ ہیں دانش نے مسکرا کر کہاات واس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

آپ آئیلہ کے فرینڈ ہیں تو ہمارے بھی دوست ہوئے۔ بس یہ بات ابھی طے ہوگئی کہ ہم

سے بھول ہوئی مگر اس وقت وہ خود کو مجرم محسوس کر رہی تھی ان دونوں کا مجرم۔
اور وہ بڑی غیر یقینی کیفیت میں اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو بڑے استحقاق سے اس کی حیات کے برابر والی بیٹھتا اس سے بولا تھا۔

تمہاری فکر میں مجھ سے تو وہاں تقریریں بھی ڈھنگ سے نہ سنی گئیں۔ وہ اس کی رطف بڑے پیار سے دیکھتا بول رہا تھا اچانک اس کی نظر سامنے بیٹھے شخص پر پڑی جسے وہ آئیلہ کی فکر میں دیکھ نہیں پایا تھا۔

ہیلو۔ وہ یہ سوچ کر کہ آئیلہ کا کیہ دوست یا کلاس فیلو ہوگا خوش دلی سے مصافحہ کرنے لگا تو اس نے بھی جواب میں ہاتھ ملا کر ہیلو کہہ دیا۔ اس وقت لیلیٰ اور دانش بھی آگئے اور لیلیٰ کرسی پر بیٹھتے ہی شروع ہوگئی۔

تمہاری وجہ سے ہم لوگ بھی اچھی طرح سے کچھ نہ سن سکے کہ محترمہ بورہور ہی ہوں گی۔ جبکہ دانش خاموشی سے سامنے بیٹھے اس اجنبی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں لیلیٰ نے بھی اس طرف دیکھا۔

تو قیامت کی گھڑی آخر کار آ ہی گئی۔ خود کو حوصلہ دیتی وہ مسکرائی اور بولی۔
یہ ہارون ہیں، اور ہارون یہ میری کزن ہیں لیلیٰ۔ یہ ان کے شوہر دانش اور یہ میرے فیانی تیمور لیلیٰ نے بڑی بیساختگی سے پہلے اس شخص کو دیکھا جس کا روشن چہرہ یک دم بجھ گیا تھا اور پھر اس کے سامنے بیٹھی اس لڑکی کو جو اس کی پیاری دوست تھی۔

ہو گئی۔

وہ مجھے بہت چاہتا ہے اس لیے میں اسے روک لوں اور کل اگر کوئی اور میری محبت کا دعویدار پیدا ہو جائے تو اسے چھوڑ کر اس کے ساتھ ہوں۔ لیلیٰ بیگم یہ خود غرضی اور خود سری کے جو سبق آپ مجھے پڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں میں انہیں پڑھنا نہیں چاہتی۔ وہ بڑے تنفر سے بولی تو لیلیٰ نے اس کے ہاتھ عاجزی سے تھام لیے۔

کیوں خود کو ازیت دے رہی ہو۔ تیمور بہت روشن خیال اور کھلے ذہن کا آدمی ہے میں اسے سب کچھ بتا دوں گی۔ وہ انڈر اسٹینڈ کر سکتا ہے۔ تمہارے اوپر کوئی آنچ نہیں آئے گی میں سب ہینڈل کر لوں گی۔ دیکھو آئیلہ یہ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے بار بار نہیں جو ہم اسے ضائع کریں۔ وہ اتنی دور سے تمہاری تلاش میں آیا تھا۔ اس وقت میں اس کے ہی پیچھے گئی تھی۔ وہ کتنا تھکا ہوا اور نڈھال لگ رہا تھا۔ میں نے اس کا ایڈریس اور فون نمبر لے لیا ہے۔ تم دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیلیٰ کی اس بات پر اس نے بڑی نفرت سے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔

تم اگر میری دوست نہ ہوتیں تو ابھی اس بات پر میں تمہیں تھپڑ مار دیتی۔ لیکن میں تمہارا لحاظ کر رہی ہوں۔ آج کے بعد یہ بیہودہ بات مجھ سے مت کرنا اور تمہاری اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ اگر بات محبت کی ہے تو تیمور بھی مجھ سے کرتا ہے اس شخص سے کہیں زیادہ۔ تمہارے سمجھانے پر ہی میں اس راستے پر آئی تھی اور اب پلٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیلیٰ بیگم یہ

لوگ شادی کے بعد آپ کے پاس سڈنی آئیں گے۔ سڈنی کا ساحل مجھے یوں بھی بہت پسند ہے اور پھر وہیں ہم اپنا ایک گھر بنائیں گے جس کا نقشہ آپ بنائیں گے۔ کہیں آپ کو منظور ہے؟ تیمور بڑی بے تکلفی سے بولا تو اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

بالکل منظور ہے جناب اور آپ کے ساتھ تو میں کچھ کمیشن بھی کروں گا ورنہ پیسوں کے معاملے میں تعلقات کا لحاظ نہیں کیا کرتا۔ وہ بھی بے تکلفی سے مسکرایا۔

لیلیٰ اس شخص کے صبر و تحمل پر تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ آئیلہ بڑے آرام سے مسکرا کر ان لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔ کچھ دیر ان لوگوں کے ساتھ باتیں کر کے وہ بڑی گرجوشتی سے خدا حافظ کہتا کھڑا ہوا۔ ایک آخری نگاہ اس پر ڈالی جو شاید اس کا تھا ہی نہیں اووہاں سے چلا گیا۔ اس نے اسے جاتا دیکھنے کی زحمت کیئے بغیر اپنی تمام توجہ تیمور سے باتوں پر لگا دی تھی۔ لیلیٰ کو اچانک ہی کوئی کام یاد آ گیا تو وہ ان سے ایکسکوز کرتی وہاں سے چلی گئی۔ پندرہ بیس منٹ بعد وہ واپس آئی تو وہ تینوں کسی بات پر ہنس رہے تھے۔

رات تیمور کو ایئر پورٹ چھوڑ آنے کے بعد لیلیٰ اس کے ساتھ ہی آگئی تھی اور اس کے کمرے میں آ کر جو کچھ اس سے کہہ رہی تھی وہ اس کے لیے ناقابل فہم تھا۔

لیلیٰ تم کس قسم کی باتیں کر رہی ہو۔ وہ آخر کار تنگ آ کر بولی۔

آئیلہ وہ تمہیں بہت چاہتا ہے۔ میں نے اس کی آنکھوں میں تمہاری شچی اور بے لوث محبت دیکھی ہے۔ اسے مایوس مت لوٹاؤ، اسے روک لو۔ لیلیٰ کی اس بات پر وہ آپے سے باہر

کوئی منزل نہیں روانہ ہیں

ہم مسافر ہیں بے ٹھکانہ ہیں

اپنے سرکوسٹ کی پشت سے نکاتیاں نے نم ہوتی آنکھوں سے سوچا۔

تو آخر میں نے تمہیں کھودیا۔ ہمیشہ کے لیے، شاید مجھ جیسے لوگوں کا یہی انجام ہونا چاہیے جو درست وقت پر درست بات نہ کر پائیں ان کے ساتھ زندگی کو یہی سلوک کرنا چاہیے۔ کیوں میں نے اپنی زندگی کے سب سے اہم معاملے میں غفلت سے کام لیا۔ میرا خیال تھا کہ درد دل پر دستک دیتی وہ لڑکی ساری زندگی میرے انتظار میں کھڑی رہے گی۔ اور جب کبھی میں یہ دروا کروں گات وہ کھڑی میری راہ تک رہی ہوگی۔ یہ در بدری یہ بے سکونی تو میری اپنی خریدی ہوئی ہے۔ مگر آج سوچوں تو دل میں خیال آتا ہے کہ میں ایسا تھا کیوں، کیوں محبتوں پر میرا ہتی نہیں تھا۔ ماما اور پاپا آپ لوگ تو اپنی اپنی دنیا میں مگن کبھی سوچتے بھی نہ ہوں گے کہ آہ کی محبتوں سے نالاں ہو کر میں رشتوں اور محبتوں سے ایسا بیزار ہوا کہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی بازی ہار گیا۔ جب آپ نے اپنی سترہ سالہ رفاقت کا خاتمہ بڑے سکون سے کیا تو آپ لوگوں نے ایک لمحے کو بھی رک کر میرے بارے میں نہ سوچا میں جو آپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ محض سولہ سال اک کم عمر۔ آپ دونوں نے بڑے آرام سے انے نئے ساتھی چن لیے اور اپنی زندگی میں مگن اس بچے کو بھول گئے جو اپنا گھر بکھر جانے پر ٹوٹ گیا تھا۔

جو اپنے ماں باپ کے سائے میں ایک خوبصورت گھر میں رہنا چاہتا تھا۔ جسے اپنے گھر

یورپ اور امریکہ نہیں جہاں شادیاں ایک مزاق ہوتی ہیں۔ آج ایک سے کل دوسرے سے۔ یہ پاکستان ہے اور میں مشرقی لڑکی ہوں جو اپنی کمٹمنٹ مرتے دم تک نبھائے گی۔ جس کے ساتھ بیان باندھا ہے زندگی کے آخری لمحے تک اس کی وفادار رہوں گی۔

وہ ایک کڑی نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

ہم ہیں آوارہ سو، سب لوگو

جیسے جنگل میں رنگ و بولوگو

سماعت چند کے مسافر سے

کوئی دم اور گفتگو لوگو

تھے تمہاری طرح کبھی ہم بھی

رنگ و نکہت کی آبرو لوگو

قریب عاشقی، ہر اچہ دل

گھر ہمارے بھی تھے کبھو لوگو

وقت ہوتا تو آرزو کرتے

جانے کس شہ کی آرزو لوگو

تاب ہوتی تو جستجو کرتے

جانے کس کس کی جستجو لوگو

وادی شام سے گزرتے ہوئے
رات کی سرحدوں کو چھو لیں گے
نیند کے در کو کھٹکھٹائیں گے
لاکھ روئیں گے گڑگڑائیں گے
کاسہ چشم میں مگر اک خواب
آج کی رات بھی نہ پائیں گے

تیمور اور وہ جیولری کے ڈیزائن پسند کر کے ڈنر کرنے آ گئے۔ تیمار بے حد خوش تھا اور بہت سی باتیں کرنے کے موڈ میں تھا۔ اس لیے وہاں اچھی خاصی دیر ہو گئی۔ سردیوں کے دنوں میں رات دس بجے بھی آدھی رات لگتی تھی۔ اس نے ہی اسے وقت کا احساس دلایا تو وہ کھرا ہوا۔ ان کی شاید کی تاریخ طے ہو گئی تھی اور پھوپھو اور تیموران دنوں اسے اس کی پسند کی جیولری اور ملبوسات خریدوانے میں لگے ہوئے تھے۔ پھوپھو طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ساتھ نہ آ سکی تھیں تو تیمور اور وہ اکیلے ہی چلے آئے۔ گو شادی مین ابھی تن ماہ باقی تھے مگر پھوپھو اپنے اسٹینس سے مجبور ابھی سے تیاریوں میں مصروف ہو گئی تھیں زیور وہاں سے لیاں ہے اور عروسی جوڑا نالاں سے لیاں ہے وہ اسی ادھیڑ بن میں تھیں۔

سردیوں کے دن اوپر سے برستی ہوئی موسلا دھار بارش۔ روڈوں پر اچھا خاص سناٹا تھا۔ گاڑی میں ہلکا سا میزک لگائے تیمور اسے آئینہ مستقبل کے خواب دکھا رہا تھا۔ اسے اپنی

سے بہت محبت تھی۔ لیکن میرے ساتھ ہوا کیا؟ میں تنہا رہ گیا۔ ساری محبتیں دم توڑ گئیں۔ ہوشلوں میں رہ کر آپ کی طرف سے بھیجے پیسے وصول کرتے کرتے آخر کار میں ہر رشتے سے بے زار ہو گیا۔ میرا ایمان اٹھ گیا ہر رشتے پر سے تمام محبتوں پر سے۔ یا بان تک کہ ایک ایسا وقت آیا جب آپ دونوں کو میری ضرورت پیش آئی مگر اس وقت تک میں تمام محبتوں سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ گھر کا تصور مجھے پاگل کر دیتا تھا۔

میں جو لوگوں کو گھر بنا کر دیا کرتا تھا تمام عمر اپنے ماکن کو گھر نہ بنا سکا۔ میں یہی سوچتا تھا کہ کبھی زندگی میں شادی کرنی بھی پڑی تو وہ محض ضرورت کا رشتہ ہو گا۔ وہاں کسی محبت کو کوئی گزر نہ ہو گا۔ اس لیے اس اچھی سی لڑکی کو بڑی شدتوں سے رد کرتا رہا۔ کیا پتا تھا ایسا کر کے میں اپنے لیے دکھوں کا گوہ گراں خود خرید رہا ہوں۔

اور وہ ایک شخص تیمور، خوش بختی کا تاج جس لے سر پر سجا ہے کدا کرے تمہیں اتنا سکھ دے، اتنی خوشیاں دے کہ تمہارے دل میں بھولے سے بھی میری یاد نہ آئے۔ تم بھول جاؤ کہ اس دنیا میں کہیں کوئی اہرون وقار احمد بھی رہتا ہے جو تمہیں ٹوٹ کر چاہتا ہے شاید اپنی زندگی سے بھی بڑھ کر۔

اپنے معمول کے مطابق ہم
آج بھی روز کی طرح یونہی
دن کے ہمراہ بے خیالی میں

کوئی بجلی گری۔ اس نے بڑی ہمت کر کے تیمور کی طرف بھاگ کر جانا چاہا تو اس آدمی نے اس کے منہ پر تھپڑ مار کر اسے زوردار دھکا دے کر گاڑی میں دھکیلنا چاہا تو وہ پوری قوت سے چلائی۔ تیمور ہیلپ می۔ وہ آدمی اسے گاڑی میں دھکا دے کر بٹھا رہا تھا۔ اور وہ چل چل کر خود کو چھڑا رہی تھی۔ اور تیمور دور کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دیکھا ان میں اسے ایک نے ایک ہاتھ تیمور کے جڑا تو وہ لڑکھڑا کر گر گیا۔

اگر خیریت چاہتے ہو تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ اور اگ رمر نے کا زیادہ ہی شوق ہے تو۔ اس شخص بے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر تیمور کو ایک اور بیچ مارا تو وہ جو بمشکل کھڑا ہوا تھا دوبارہ گر پڑا۔ وہ شخص بدستور تیمور کے گن پولیٹ پر لیئے کھڑا تھا۔

پھر آیلہ یں جو کچھ بقایا ہی ہوش و حواس بدکھا وہاں کے لیئے ناقابل یقین تھا وہ اس کی عزت کا رکھوالا اسے چھوڑ کر اس کی طرف دیکھے بغیر اندھا دھند وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ اور وہ جو کچھ دیر پہلے خوف سے کانپ رہی تھی مگر یہ بھی پتہ تھا کہ میرا محافظ میرے ساتھ ہے جو مجھ پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا اسے جاتا دیکھ رک ایک لمحے کو گنگ سی ہوئی تھی۔ اگلے ہی پل پتہ نہیں اس میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی اور اس نے پوری قوت سے ادا دھکا دے کر اس کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ وہ شاید اس کے نازک سراپے سے اس بہادری کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ یہ خیال ہو گا کہ جس کا مردانہ کمزور ہو وہ عورت کیا ہوگی۔ اپنی اس غفلت سے وہ مار کھا گیا اور اپنی وہ اپنی تمام تر ہمت یکجا کر کے وہاں سے بھاگنے لگی۔ وہ شاید اسے مارنا نہیں چاہتیت ہے

وفاؤں کا اپنی محبتوں کا قیمتی ندلا رہا تھا۔ وہ مسکراتی اس کی بیتابیاں دیکھ رہی تھی۔ اچانک ہی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرائے ٹکراتے بچا۔ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ وہ تین مسلح نقاب پوش تھے جنہوں نے روڈ پر شاید کوئی رکاوٹ کھڑی کر کے انہیں گاڑی روکین پر مجبور کر دیا تھا۔

ہاتھوں میں ٹی ٹی تھا مے وہ بڑے سفاک لہجے میں ان سے گاڑی سے اترنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ کوئی جانے فرار نہ پا کر وہ دونوں گاڑی سیار آئے۔ تیمور کے ہاتھ سے اس کی بلیک مرسدیز کی چابیاں ایک نے چھینی اور اپنے ساتھیوں سے بولا۔

چلو جلدی بیٹھو۔ اس کا لہجہ بڑا سرد تھا۔ اس کی بات کے جواب میں ان میں سے ایک آئے بڑھ کر اس کی طرف آیا جو تیمور کے ساتھ لگی کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی کچھ دیر کھڑا اس کو جانچتی نظروں سے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے بولا۔

یا ر خالی خولی گاڑی لے جانے میں کوئی مزہ نہیں آئے گا۔ ایک تو یہ آسامی کچھ زیادہ ہی نگڑی لگ رہی ہے۔ پھر یہ چیز بھی اتنی بری نہیں ہے۔ کیا خیال ہے تاوان کا ہی کوئی چکر چلا لیں۔ وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر بولا۔ پھر اس کا چہرہ چھوڑ کر اس کی پسلی پر ٹی ٹی رکھ کر بولا۔

چلو گاڑی میں بیٹھو۔ اس نے مدد کی لیئے تیمور کی طرف دیکھا جو لاشعوری طور پر اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ وہ اونچا پورا مرد پسینے میں نہایا خوف سے کانپ رہا تھا۔ آیلہ کے دل پر جیسے

لکڑے کر دوں، اور وہ اس سنسان سڑک کے بیچ و بیچ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

رات کے بارہ بج رہے تھے اور بھابی اس کے انتظار میں جاگ رہی تھیں۔ اب تو کچھ پریشان بھی ہو گئی تھیں۔ کہ وہ اب تک واپس کیوں نہیں آئی۔ اس وقت گیٹ پر بجنے والی بیل نے انہیں اطمینان دلایا۔ آئیلہ اور تیمور کو سست سست سنانے کے خیال سے گیٹ کھول کر باہر دیکھا تو وہ اکیلی بارش میں بھیکتی باہر کھڑی تھی۔

کیا ہوا؟ تم اکیلی آئی ہو۔ تیمور کہاں ہے؟ وہ اس کے لئے انداز پر سخت خوفزدہ ہو کر پوچھ رہی تھیں اور وہ ان کی بات کا جواب دیئے بغیر اندر داخل ہو گئی۔

آئیلہ کیا ہوا تم مجھے بتاتی کیوں نہیں ہو تیمار کہاں ہے۔ تم لوگ کہاں رہ گئے تھے میرا تو پریشانی کے ماے برا حال تھا۔ تو شکر ہے امی ابو کی آنکھ نہیں کھلی ورنہ اب تک تم لوگوں کے واپس نہ آنے پر وہ لوگ مجھ سے بھی زیادہ پریشان ہو جاتے۔ وہ اسے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگیں۔ مگر وہ کسی بت کی طرح خاموش تھی۔ بھابی پتہ نہیں کیا کیا پوچھ رہی تھیں اسے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ ہر اس نے انہیں چیختے سنا۔

آئیلہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے خدا کے لئے مجھے بات دو ورنہ میرا زورس بیک ڈاؤن ہو جائے گا۔ ان کی چیخ پر وہ اپنے حواسوں میں واپس آئی۔ اور بڑے سکون سے اپنے ہاتھ سے وہ قیمتی ہیرے کی رنگ اتارت کر بھابی کے ہاتھ میں پکڑاتے بولی۔

بھابی اسے بھوپھو کے پاس بھجوا دیں۔

آخر انہیں اس کی جان کے عوض کڑوڑ دو کڑوڑ وصول کرنے تھے اس لئے اس پر فار کرنے کے بجائے گاڑی میں بیٹھ کر اس کے پیچھے آنے لگے۔ اپنے پیچھے گاڑی کی ہیڈ لائٹس نظر آئیں تو وہ اس تنگ سی گلی میں مڑ گئی۔ قدرت اس پر شاید مہربان تھی جو اس وقت وہ تمام علاقہ شاید بجلی چلے جانے کی وجہ سے تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور وہ اسے گلی میں مڑتا نہیں دیکھ سکے تھے۔ یا خدا نے اس لمحے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تھا اور وہ گائی آگے بڑھالے گئے تھے۔ اس تنگ سی اندھیری گلی میں ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے وہ بارش میں بھی گر رہی تھی۔

پتا نہیں اسے اس درخت کے پیچھے چھپے کتنی دیر گزر گئی۔ مگر وہ احتیاطاً وہاں سے نہ نکلی کہ شاید وہ باہر گھات لگائے بیٹھے ہوں وہ لٹیرے ہو سکتا ہے ابھی بھی یہیں ہوں۔ مگر وہ شاید اس کی تلاش میں اس طرف آئے ہی نہیں تھے۔ یا انہوں نے اس کی جاں بخشی کا سوچ کر خالی گاڑی پر اکتفا کر لیا تھا اس نے دوبارہ اپنے آس پاس کسی گاڑی کے رکنے کی آواز نہیں سنی۔

بہت دیر بعد جب اس کے دل کو اطمینان ہو گیا کہ وہ جا چکے ہیں تو وہ ڈرت ڈرتے اس گلی سے باہر نکلی۔ پورا علاقہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہنوز اندھے میں ڈوبا تھا وہ طویل اور اندھیری سڑک اس وقت بالکل ویران تھی۔ اچانک بجلی زور سے چمکی تو ڈر کے مارے اس کے منہ سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ پھر اس نے دیکھا اس اندھیرے میں ایک شخص اس کی رطف بڑھ کر آیا اور بڑی مشکلوں سے اسے باہنوں میں لے کر اس کا آنچل اس کے سر پر ڈالتا بولا۔

بڑی مشکلوں سے میں نے خود پر ضبط کیا تھا ورنہ دل تو میرا چاہ رہا تھا کہ ان کے لکڑے

زات پر جیہل لے مگر اس پر آنچ نہ آنے دے۔ جو کڑی دھوپ میں اس پر شجر سایہ دار بنے۔ جس کے ہوتے وہ سکون سے آنکھیں موند سکے۔ جو اس کی طرف کسی کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی اجازت نہ دے۔ جو اس کی طرف اٹھنے والے ہر باہت کو توڑ کر دکھ دے اور ایسے شخص کے ساتھ اسے کسی جنگل میں رہنا پڑے تو رہ لے گی۔ وہ اسے کسی صحرا میں رکھے وہ خوشی خوشی رہے گی۔ وہ اسے کسی چھوٹے سے جھونپڑے میں رکھے وہ اسپر فخر کرتی اپنی تمام عمر وہاں بتا دے گی۔ مگر کسی بے غیرت آدمی کا ساتھ اس مشرقی لڑکی کو قبول نہ تھا۔

سو وہ اپنے فیصلے پر بہر مطمئن تھی۔

اور وہ اس کا محافظ اس کا رکھوالا اور اس کا سلیبان آنے ہی والا تھا۔

ختم شد ----- The End

پھر ان کے مزید کچھ پوچھنے سے پہلے وہ اپنے کمرے میں گھس گئی۔ وہ اس کی حرکتوں کا مطلب سمجھے بغیر کچھ دیرت وہیں گم صم کھڑی رہیں۔ پھر دو ٹوک انداز میں اس سے بات کرنے کا سوچ کر اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے انہوں نے سنا وہ کسی سے فون پر کہہ رہی تھی۔

ہارون میں تمہاری بانہوں میں آنا چاہتی ہوں۔ تم زندگی بھر کے لیے میرے محافظ بن جاؤ اور دیکھو اس بار آنے میں دیر مت کرنا، میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ فون رکھ کر مڑی تو بھا بھی نگاہوں میں سخت بے اعتباری ارونا نضگی لیے کھڑی تھیں۔ وہ سکون سے اٹھ کر ان کی رطف بڑھی۔ انہیں تمام بات بتانے کے لیے کہ اسے اپنے فیصلے پر نہ پچھتاؤ تھا نہ شرمندگی۔ یہ فیصلہ کسی محبت بھرے دل کا نہ تھا جو وصال کی آرزو میں تڑپتا مچلتا آخر کار دنیا کے رسم و رواج سے ٹکرا گیا ہو۔

یہ فیصلہ کسی نئے زمانے کی اسٹار ماڈرن پڑھی کھی لڑکی کا بھی نہ تھا جو اپنی خوشیوں کے لیے بڑی خود سری اور سرکشی دکھاتی ہے کسی کی بھی پرواہ کیئے بنا اپنی زندگی خود جینے کی خواہش کرتی ہے۔ اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو کک مارتی آگے بڑھ گئی تھی۔ یہ فیصلہ اس لڑکی کا تھا جو مشرق کی بیٹی تھی۔ محبت جس کا مسئلہ نہ تھا۔ دولت، اونچے اونچے محلات اور قیمتی گاڑیاں بھی جس کے لیے اہم نہ تھے اس کے لیے اہم تھا اس کی عزت و ناموس کا تحفظ اور یہ تحفظ فراہم کرنے کے لیے اسے ایک محاط درکار تھا۔ جو اس سلیبان ہو۔ جو خود موسموں کی تمام سختیاں اپنی